ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

12 ربیع الثانی 1441ھ | دسمبر 2019ء

تعمیر جدید دار القرآن

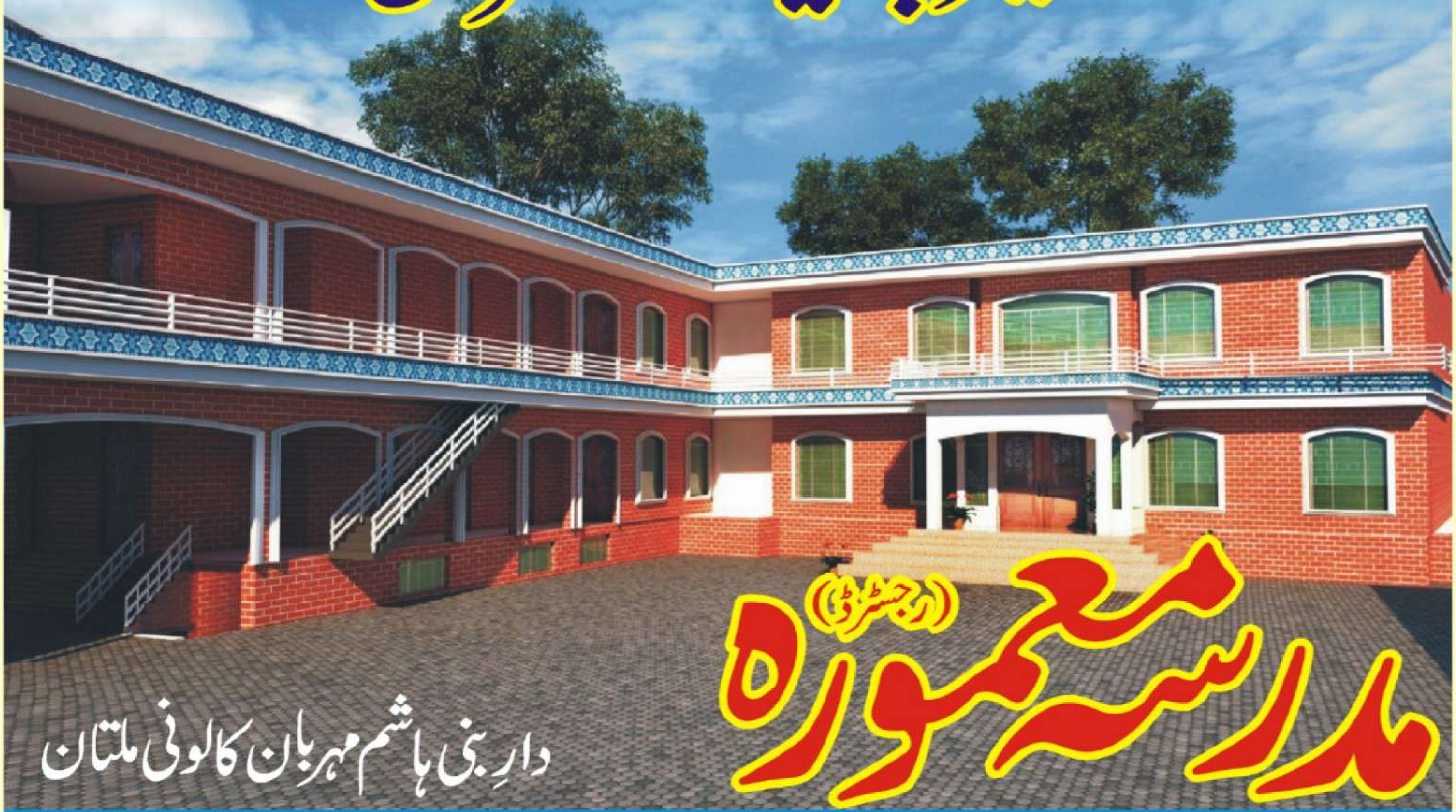

مدرسہ معمورہ (رجسٹرڈ)

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

الحمدللہ بیسمنٹ ہال، دار القرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

☆ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دار الحدیث، دار الاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً (3,00,00,000) تین کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

رابطہ برائے ترسیل زرتعاون: سید محمد کفیل بخاری (ناظم مدرسہ معمورہ)

بذریعہ چیک، ڈرافٹ، آن لائن: بنام مدرسہ معمورہ: اکاؤنٹ نمبر

A/C # 5010030736200010
Branch Code : 0729
THE BANK OF PUNJAB

بذریعہ اے ٹی ایم ٹرانسفر: **07290160065740001**

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 30 شمارہ 12 | دسمبر 2019ء / ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ

Regd.M.NO.32

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی
ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر
عبد اللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید عطاء اللہ ثالث بخاری
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com
محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد
0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرونِ ملک ——— -/300 روپے
بیرونِ ملک ——— -/5000 روپے
فی شمارہ ——— -/30 روپے

تشکیل

اداریہ:	نااہل اور نالائق حکمران	سید محمد کفیل بخاری	2
خطبہ استقبالیہ:	مجلس احرار اسلام کے نوے سال (29 / دسمبر 1929ء ...... دسمبر 2019ء)	سید محمد کفیل بخاری	3
شذرات:	یوم تاسیس احرار (29 / دسمبر 1929 ...... 29 / دسمبر 2019ء) 42 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی غیر معمولی پذیرائی! سی پیک منصوبے پر امریکی اعتراضات اور پاکستان کی وضاحت!	عبد اللطیف خالد چیمہ	6
دین و دانش:	نور العیون فی سیرت الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم (قسط دوم)	علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ تعالیٰ، ترجمہ: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر	9
〃	مساجد میں دروس قرآن وحدیث ...... ضرورت واہمیت	مولانا محمد احمد حافظ	14
ادب:	محبوب کی یادوں سے (نعت)	محمد فیاض عادل فاروقی	17
〃	بابری مسجد خدا حافظ	محمد عثمان جامعی	18
شخصیت:	مولانا سید امیر علی ملیح آبادی اور ان کی تفسیر مواہب الرحمٰن	مولانا سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ	19
روداد:	بیالیسویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی روداد	فرحان حقانی / تنویر الحسن	21
〃	چناب نگر میں دعوت اسلام کانفرنس، آنکھوں دیکھا حال!	محمد مقصود کشمیری	28
مطالعۂ قادیانیت:	مرزا صاحب کی گل افشانیاں (دوسری وآخری قسط)	شیخ راحیل احمد	33
تاریخ احرار:	بیانِ صادق "من جانب مجلس احرار اسلام بہ جواب جماعت اسلامی، بہ سلسلہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء" (دوسری وآخری قسط)	ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ	41
آپ بیتی:	میرا افسانہ (قسط:۱۵)	مفکر احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ	50
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	55
اشاریہ:	ماہنامہ نقیب ختم نبوت (۲۰۱۹ء)	مرتب: محمد یوسف شاد	57

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

نااہل اور نالائق حکمران

سید محمد کفیل بخاری

تین ماہ میں تبدیلی اور ملک کی قسمت بدلنے کے دعوے دار حکمرانوں کو ملک کی باگ دوڑ سنبھالے ڈیڑھ برس بیت گیا۔ انھوں نے اپنی نااہلی اور نالائقی کے عالمی ریکارڈ قائم کرتے ہوئے وطن عزیز کی حالت پہلے سے بھی ابتر کر دی ہے۔ حکومت بحرانی حالت میں ہے اور عوام ہیجان کی کیفیت میں۔ معیشت تباہ، سرمایہ کار فرار، بیروزگاری عروج پر، مہنگائی کا جن بے قابو، انصاف اور انتقام میں فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

وزیر اعظم کا اپنا کوئی ویژن نہیں، ریاست نااہل مشیروں اور نالائق نورتنوں کے رحم و کرم پر ہے۔ روز بیانیہ بدلتے ہیں جو پہلے کے برعکس اور متضاد ہوتا ہے۔ آرمی چیف کی مدت ملازمت میں توسیع کے معاملے کو ہی دیکھ لیجیے کہ تین مرتبہ غلط سمری تیار کر کے سپریم کورٹ میں پیش کی۔ حد یہ ہے کہ آرمی چیف کو کابینہ کے اجلاس میں شریک ہو کر خود سمری درست کرانا پڑی۔ چیف جسٹس آصف سعید کھوسہ کو دورانِ سماعت اٹارنی جنرل کو کہنا پڑا کہ:

> ''سمری درست کروانا آرمی چیف کا کام نہیں، آپ کی کوتاہی کی وجہ سے آرمی چیف کو مشاورت پر جانا پڑا۔ آرمی چیف ملکی دفاع پر نظر رکھیں یا آپ کے ساتھ بیٹھ کر قانونی غلطیاں دور کریں''۔

چیف جسٹس نے احسان کیا اور قانونی راستہ بتا کر رہنمائی کرتے ہوئے چھے ماہ کی مشروط توسیع دی۔ اب پارلیمنٹ قانون سازی کرے گی۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

آزادی مارچ اپنے تیسرے مرحلے میں داخل ہو چکا ہے اور متحدہ اپوزیشن کا احتجاج جاری ہے۔ نواز شریف بیمار ہو کر لندن جا چکے اور شہباز شریف تو پہلے ہی بیمار تھے، اُن کا لندن میں چیک اپ جاری ہے۔ دونوں کو اپنی صحت درست رکھنے کے لیے لندن میں زیادہ دیر قیام کرنا پڑے گا۔

پاکستان کو ریاست مدینہ بنانے کے دعوے داروں کی نااہلیاں دیکھ کر حضور خاتم الانبیا، سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارک نصیحت و عبرت کے لیے پیش خدمت ہے۔

"اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ" (بخاری)

''جب حکومت نااہل لوگوں کے سپرد ہو تو قیامت کا انتظار کرو''۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ:

> ''پاکستان میں تم اسلام کا سیاسی نظام تو رائج کر نہ سکے اور غیروں کا جو نظام تم نے اپنایا، اس کے ساتھ بھی انصاف نہ کیا۔ اس کی خوبیاں چھوڑ دیں اور برائیوں کو شعار کر لیا۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے''

اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور وطنِ عزیز پاکستان کی صحیح خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

خطبہ استقبالیہ

سید محمد کفیل بخاری (نائب امیر مجلس احرار اسلام)

مجلس احرار اسلام کے نوے سال (29 ر دسمبر 1929ء......دسمبر 2019ء)

''مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام بیالیسویں دو روزہ سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس **11-12** ربیع الاوّل **1441**ھ **/9-10** نومبر **2019**ء بروز ہفتہ، اتوار مسجد احرار، چناب نگر میں امیر مرکزیہ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی سرپرستی اور مرکزی نائب امیر جناب پروفیسر خالد شبیر احمد کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ **12** ربیع الاوّل کی صبح تقریب پرچم کشائی کے موقع پر سرخ پوشانِ احرار سے خطاب کرتے ہوئے جو معروضات پیش کیں، وہ کانفرنس کے خطبۂ استقبالیہ کے طور پر قارئین کی نذر ہیں''

مجلس احرار اسلام اپنے قیام سے ہی عدم تشدد کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ اکابر احرار بیک وقت دعوت وتبلیغ اور تحریکی وسیاسی میدان میں سرگرم عمل رہے۔ انھوں نے ہمیشہ اعتدال کا دامن تھامے رکھا۔ ایک طرف غیر مسلموں خصوصاً قادیانیوں کو دعوت اسلام کا فریضہ ادا کیا تو دوسری طرف انگریزی استعمار کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے لیے تحریک آزادی میں قوت پیدا کر کے کامیابی سے ہمکنار کیا۔

آج کی ختم نبوت کانفرنس دراصل 1934ء کی احرار تبلیغ کانفرنس قادیان اور ''مسجد احرار'' (چناب نگر)، ''مسجد ختم نبوت'' (قادیان) کا تسلسل ہے۔ ہمیں خوشی اور فخر ہے کہ ہمارے اکابر نے جس مشن کا بیڑہ اٹھایا اور جس عزم وخلوص سے پرچم احرار بلند کیا، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم عاجزوں نے وہ بیڑہ پار لگایا اور پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ اپنوں اور بیگانوں کی مخالفت ہی کسی جماعت کے وجود کا ثبوت اور کامیابی کا زینہ ہوتی ہے۔ مخالفت تو جماعت کے قیام سے ہی شروع ہوگئی اور تا ایں دم پوری شدومد سے جاری ہے۔ اکابر احرار نے مخالفتوں اور مزاحمتوں کے طوفانوں سے استقامت کے ساتھ جماعت کو نکالا، دو درجن تحریکوں کی قیادت کر کے طوفانوں کا رخ ہی نہیں موڑا بلکہ منہ توڑ کر رکھ دیا۔

احرار اور تحفظ ختم نبوت لازم وملزوم ہیں۔ تحریکِ مقدس تحفظِ ختم نبوت، احرار کی پہچان، شناخت اور طرۂ امتیاز ہے۔ بانی احرار حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے 13 ر اپریل 1919ء کے حادثۂ جلیانوالہ باغ امرتسر سے تنہا اپنی تحریکی زندگی کا آغاز کیا۔ مسجد خیر الدین امرتسر میں امامت وخطابت اور تعلیم کے دوران یہ حادثہ پیش آیا۔ جنرل ڈائر نے ایک احتجاجی جلسے کے شرکاء پر فائرنگ کر کے درجنوں افراد کو قتل کیا۔

مسلمان شہداء کے کفن ودفن اور نمازِ جنازہ میں شرکت وخطاب سے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھایا۔ پھر تحریک خلافت (1919 تا 1924ء) میں بھرپور حصہ لیا۔ دسمبر 1919ء میں خلافت کانفرنس امرتسر میں پہلی سیاسی تقریر مولانا شوکت علی کی صدارت اور مولانا محمد علی جوہر کی موجودگی میں کی۔

14/اپریل 1920ء کو بندے ماترم ہال امرتسر میں قادیانیوں کے جلسے میں مرزا بشیرالدین کو حدیث غلط پڑھنے پر تنہا کھڑے ہو کر ٹوکا اور حدیث صحیح پڑھنے کا مطالبہ کیا۔ مرزا بشیرالدین تقریر چھوڑ کر بھاگ گیا اور امیر شریعت نے ہال سے باہر آ کر مسلمانوں کے اجتماع میں خطاب کیا۔ قادیانیوں کے دھوکے اور دجل سے آگاہ اور اس فتنے سے اپنے ایمانوں کی حفاظت کی نصیحت کی۔

یکم، 2 اور 3/اپریل 1924ء کو انجمن اسلامیہ قادیان کا پانچواں سالانہ تین روزہ تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ 3/اپریل کی صبح آخری اجلاس محدثِ کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ نے اس اجلاس میں پہلی مرتبہ قادیان میں خطاب کیا۔ اس جلسے پر قادیانیوں نے حملہ کر کے کئی مسلمانوں کو زخمی بھی کیا، لیکن جلسہ جاری رہا۔ حضرت امیر شریعت نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ:

> ''ہم امن کے داعی اور عدم تشدد کے علم بردار ہیں، قادیانیوں نے ظلم و تشدد کر کے ہمیں مظلوم اور طاقت ور بنا دیا ہے۔ ہمیں صبر کے ساتھ آگے بڑھنا ہے، ان شاء اللہ آئندہ برس زیادہ قوت کے ساتھ جلسہ ہو گا۔ قادیانیوں پر ہاتھ نہیں اٹھانا، اپنے اور مسلمانوں کے ایمانوں کو بچانا ہے، قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دینی ہے۔ یہی ہمارا مقصد اور نصب العین ہے''۔

قادیان میں مجلس احرار اسلام کا شعبۂ تبلیغ قائم ہو چکا تھا۔ 23/مارچ 1934ء کو مجلس احرار اسلام قادیان کا تبلیغی جلسہ ہوا، جس میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔

21-22-23/اکتوبر 1934ء کو قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ہندوستان بھر سے مسلمان شریک ہوئے۔ ملک بھر سے علماء و مشائخ اور دینی و سیاسی رہنماؤں کی شرکت و خطاب سے کانفرنس کو بہت پذیرائی اور شہرت ملی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں امیر شریعت کا شہرہ آفاق خطاب ہوا۔ اس موقع پر 16 قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ مجلس احرار اسلام کا مستقل دفتر قادیان میں قائم ہو چکا تھا اور مسجد ختم نبوت و مدرسہ محمدیہ کی بنیاد بھی رکھ دی گئی۔ 1935ء میں حضرت ماسٹر تاج الدین انصاری رحمہ اللہ کی دعوت پر (جو اس وقت مستقل قادیان کے احرار مرکز میں مقیم تھے) حضرت امیر شریعت تیسری بار قادیان تشریف لے گئے اور ایسا رقت انگیز خطاب کیا کہ جلسے میں موجود قادیانی بھی قرآن کریم کی تلاوت اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سن کر آبدیدہ ہو گئے۔

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے اپنی تمام تر توجہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تبلیغی سرگرمیوں پر مرکوز کر دی۔ 1952ء میں قادیانی سربراہ مرزا بشیرالدین محمود نے پاکستان میں ''احمد سٹیٹ'' قائم کرنے کا اعلان کیا اور ریاست کے خلاف سازشیں شروع کیں تو حضرت امیر شریعت نے اُسے للکارا۔ 1952ء کی آخری رات چنیوٹ کی احرار تبلیغ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''مرزا بشیر احمد! تمھارا 52 ختم ہو گیا اور بخاری کا 53 ء شروع ہو گیا، پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے۔ میں تمھارا خواب چکنا چور کر دوں گا''۔

چنانچہ 1953ء میں تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت برپا ہوئی۔ دس ہزار مسلمانوں نے گولیاں کھا کر عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا اور جام شہادت نوش کیا۔ بظاہر تشدد کے ذریعے تحریک کچل دی گئی، لیکن اسی قربانی میں کامیابی مضمر تھی۔

مئی 1974 میں قادیانیوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلمان مسافر طلباء پر حملہ کر کے بہیمانہ تشدد کیا، جس کے نتیجے میں تحریک چلی، مسئلہ قومی اسمبلی میں پہنچا۔ قادیانیوں کی طرف سے مرزا ناصر پیش ہوئے۔ مولانا مفتی محمود اور علامہ شاہ احمد نورانی رحمہم اللہ نے اپنے رفقاء کے ساتھ مسلمانوں کی نمائندگی کی اور کئی روز کی طویل بحث کے بعد وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے دونوں ایوانوں کی ایک متفقہ قرارداد کو آئین کا حصہ بنا کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

سرفروشانِ احرار!

آج آپ مسجد احرار میں جمع ہیں۔ 27؍ فروری 1976ء بروز جمعہ، جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے اس کا سنگ بنیاد رکھا اور خطاب فرمایا۔ ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے مختصر خطاب، خطبہ و نمازِ جمعہ پڑھائی۔ اس موقع پر دونوں بزرگ گرفتار کر لیے گئے۔ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے اپنے رفقاء کے ساتھ اس تقریب کا اہتمام و انعقاد کیا۔ ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری رحمہ اللہ ملتان سے سرخ پوشانِ احرار کا ایک بڑا قافلہ لے کر یہاں پہنچے۔ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ نے نمازِ جمعہ سے قبل خطاب فرمایا۔ یہ ایک تاریخی اجتماع تھا جو مشکل ترین حالات میں قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کر کے منعقد ہوا۔ آج یہاں کی رونق اور آبادی دراصل شہداءِ ختم نبوت، اکابر و کارکنانِ احرار کی قربانیوں کا صلہ ہے۔ ہم اُن کے وارث ہیں اور اس امانت کی بہر صورت حفاظت کریں گے۔

احرارِ وفادار! میں آپ کی وفاؤں اور استقامت کو سلام پیش کرتا ہوں۔

مخالفتوں سے مت گھبراؤ، کسی ملامت اور خوف کی پروا نہ کرو اور مایوسیوں کو قریب بھی نہ آنے دو۔ اسلاف احرار کی امانت مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ کی قیادت میں ہم کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ ہم اسی جادۂ حق پر چلتے رہیں گے۔

ہیں احرار پھر تیز گام اللہ اللہ

یوم تاسیس احرار (29/دسمبر 1929......29/دسمبر 2019ء)

عبداللطیف خالد چیمہ

تحریکِ خلافت کی ناکامی کے بعد حریت پسند رہنماؤں سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق، مولانا ظفر علی خان، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا محمد داؤد غزنوی، مولانا مظہر علی اظہر، عبدالرحمٰن غازی، شیخ حسام الدین رحمتہ اللہ علیہم اور دیگر نے 29/دسمبر 1929ء کو لاہور میں دریائے راوی کے کنارے ''مجلس احرار اسلام'' کی بنیاد رکھی۔ بنیادی مقاصد قیامِ حکومت الٰہیہ، انگریز سامراج کے ہندوستان سے انخلاء اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ طے ہوئے، پھر ہندوستان کے عوام کے دلوں سے برطانوی سامراج کا خوف اتار پھینکا اور آزادیٔ وطن کے لیے ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ پاکستان بن جانے کے بعد تمام اختلافات کو ختم کر کے حفاظت وطن کے لیے سر بکف ہو گئے، انتخابی سیاست سے علیحدگی اختیار کر کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ملک کو قادیانی ریاست بننے سے بچانے کے لیے مارچ 1953ء میں تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت چلائی، دس ہزار فرزندان اسلام کی قربانی دی، جماعت پر پابندی لگ گئی، 1958ء میں چند روز کے لیے پابندی اٹھی تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے بیماری وضعف کے باوجود سرخ قمیض پہن کر، احرار رضا کار کا بیج اپنے بازو پر سجا کر ملتان میں پرچم کُشائی فرمائی اور جماعت کے احیاء کا اعلان کیا۔ احرار کی بحالی میں دشمن کی چیرہ دستیوں اور اپنوں کی مسلسل بے وفائیوں نے مُشکلات پیدا کیں۔ مگر یہ قافلۂ سخت جاں نئی صف بندی کر کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جہاں تک پہنچا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ بہت سی غلطیوں اور دشواریوں کے باوجود ہم روز بروز دو قدم آگے بڑھ رہے ہیں، دشمن تو دشمن اپنا کہلوانے والے اب تک کوئی کسر اٹھا نہیں رکھ رہے اور جوں جوں شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیاں ترقی پذیر ہیں، توں توں طرح طرح کے بہتان تیز رفتاری سے لگ رہے ہیں۔ ایسے میں احرار صبر کے راستے پر گامزن ہیں۔ اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے اور یہی ہماری کامیابی ہے۔ وفادارانِ احرار اِن شاء اللہ تعالیٰ 29/دسمبر 2019ء اتوار کو ''یوم تاسیس احرار'' منائیں گے اور تجدید عہد کریں گے کہ اِس قافلۂ ختم نبوت کو ہم سب نے مل کر چلانا ہے اور 2029ء میں ملک گیر اجتماع کارکنان احرار منعقد کر کے حق کا بول بالا کرنا ہے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ

42ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی غیر معمولی پذیرائی!

12,11 ربیع الاوّل کو چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اجتماع سال بہ سال بڑھتا ہی چلا جارہا ہے، اس مرتبہ عیسوی اعتبار سے یہ کانفرنس 9 اور 10 نومبر 2019ء ہفتہ، اتوار کو منعقد ہوئی۔ چاروں صوبوں، آزاد کشمیر اور گلگت تک کے ساتھیوں نے شرکت کی۔ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی شدید علالت کے باوجود ملتان سے ایمبولینس میں سفر کر کے تشریف لائے اور جلوس میں بھی ایمبولینس میں لیٹ کر شرکت فرمائی اور مسلسل دعائیں دیتے رہے۔ کانفرنس کے جملہ انتظامات کی جناب سید محمد کفیل بخاری، جناب میاں محمد اویس اور راقم الحروف نے ضروری نگرانی

کی جبکہ کانفرنس کے ناظم اجتماع حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمود الحسن، مولانا تنویر الحسن احرار، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین سرگانہ اور مختلف کمیٹیوں کے نگرانوں اور اراکین و معاونین نے دن رات ایک کرکے پروگرام کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ مبلغین ختم نبوت مولانا محمد سرفراز معاویہ، مولانا عتیق الرحمٰن علوی، مولانا محمد سرفراز مخدوم، مولانا وقاص حیدر مسلسل سرگرم عمل رہے۔ مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے اساتذۂ کرام، طلباء اور چناب نگر کے جماعتی رفقاء کرام نیز گجرات کے احرار کارکنوں نے بڑی محنت کی اور مہمانوں کا خوب اکرام کیا۔ برخوردار محمد قاسم چیمہ، اظہر حسین وینس، عدنان معاویہ، محمد طلحہ شبیر اور ان کی ٹیم نے میڈیا سیکشن کو خوب سنبھالا اور کانفرنس کو چار چاند لگا دیے۔ جناب محمد اشرف علی احرار اور جناب علی اصغر نے اپنی ٹیم کے ساتھ سکیورٹی کے انتظامات کو پوری ذمہ داری سے انجام دیا، من جملہ بے شمار گم نام کارکنوں اور جماعت کے وفادار ساتھیوں کی انتھک کوششوں سے یہ مبارک اجتماع کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ ایوان محمود کے عین سامنے قادیانیوں کو دعوت اسلام کا منظر دیدنی تھا، اس پر مستزاد یہ کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے رہنماؤں اور کارکنوں نے بھی اہتمام کے ساتھ پروگرام میں شرکت فرمائی۔ میرا ذاتی گمان یہ تھا کہ تبلیغی جماعت کے رائے ونڈ کے اجتماع اور جے یو آئی کے آزادی مارچ کی وجہ سے حاضری متأثر ہوگی لیکن الحمدللہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ بعض دوستوں کے مطابق حاضری پہلے سے بھی زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ دین کا کام کرنے والی تمام جماعتوں اور شخصیات کو کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازیں اور ہم سب کو مل جل کر پرامن دینی جدوجہد کو آگے بڑھانے کی توفیق عطاء فرمائیں، آمین یا رب العالمین!

سی پیک منصوبے پر امریکی اعتراضات اور پاکستان کی وضاحت!

چائنا پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) منصوبہ اغیار کو شروع دن سے بری طرح کھٹک رہا ہے اور امریکہ کو تو سرے سے ہی پسند نہیں۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق گزشتہ دنوں امریکہ نے پاکستان کو خبردار کیا ہے کہ ''چین مختلف ممالک کو ایسے معاہدے کرنے پر مجبور کر رہا ہے جو ان کے مفاد میں نہیں۔ امریکی نائب معاون وزیر خارجہ ایلس ویلز نے کہا ہے کہ پاکستان کو چین سے چائنا پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) منصوبے کی شفافیت پر سخت سوالات کرنے ہوں گے۔ ایلس ویلز نے مزید کہا ہے کہ اگر چین اس بڑے منصوبے کو جاری رکھتا ہے تو اس سے پاکستان کی معیشت کو طویل مدتی نقصانات ہوں گے۔ کیونکہ اس منصوبے سے پاکستان کو کم چین کو زیادہ فائدہ ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ سی پیک سے صرف بیجنگ کو فائدہ ہوگا، امریکہ نے اس سے بہتر ماڈل کی پاکستان کو پیشکش کی تھی۔'' ایلس ویلز نے مقامی تھنک ٹینک سے خطاب چین کی جانب سے مختلف قوموں کے مفادات کے خلاف کارروائیوں کا ذکر کیا گیا جبکہ دوسری طرف چین کے پاکستان میں سفیر یاؤ جنگ نے امریکہ کی جنوبی ایشیا کے لیے قائم مقام نائب وزیر خارجہ ایلس ویلز کی سی پیک پر کرپشن اور ڈیٹ ٹریپ سمیت دیگر الزامات کی سختی سے تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ سی پیک پاکستان اور چین کے تعاون سے چلنے والا منصوبہ ہے اس منصوبے پر 75 ہزار پاکستانیوں کو روزگار ملا، سی پیک پر ڈیٹ ٹریپ کا الزام غلط ہے۔''

(23۔ نومبر 2019ء، ہفتہ کے اخبارات میں شائع شدہ خبروں کا خلاصہ)

پاکستان کے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی اور وفاقی وزیر برائے منصوبہ بندی اسد عمر نے امریکی موقف کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ منصوبہ گیم چینجر، قرضے بڑھنے کا تاثر غلط اور منصوبے پر ایلس ویلز کے بیان سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جبکہ وفاقی وزیر منصوبہ بندی کا کہنا ہے کہ چین کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کسی کے خلاف نہیں امریکی خارجہ امور کی نائب سیکرٹری ایلس ویلز کے پاک چین اقتصادی راہداری پر خدشات بے بنیاد ہیں۔

(روزنامہ ''پاکستان'' لاہور 24۔نومبر 2019ء اتوار، روزنامہ ''نوائے وقت'' 25۔نومبر 2019ء پیر)

درج بالا بیانات کے بعد ہم حکومت پاکستان کی طرف سے امریکی مؤقف مسترد کرنے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے حقیقت پسندی سے تعبیر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اسلام، خطے اور پاکستان کے معاملات پر بھی امریکی مؤقف کو مسترد کرنے کی ضرورت پہلے سے بڑھ گئی ہے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی اور وفاقی وزیر برائے منصوبہ بندی اسد عمر کا یہ کہنا کہ ''پاکستان سی پیک پر ایلس ویلز کی رائے سے متفق نہیں'' نہایت ہی متوازن رائے ہے جو حقیقت کے عین مطابق ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ امریکہ، اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کے علاوہ بین الاقوامی سطح پر بھی ایسی قوتوں کی پشت پناہی کر رہا ہے جو پاکستان کے نظریاتی وجغرافیائی دشمن ہیں اور امریکی اقدامات اور امریکی پالیسیوں سے کمزور اقوام اور خصوصاً مسلم ممالک بری طرح ظلم وسفاکیت کا شکار ہیں اور پس رہے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو اور وطن عزیز کیخلاف امریکی واستعماری اور صہیونی پالیسیوں اور کفریہ ایجنڈے کو پوری طرح مسترد کر کے اللہ تعالیٰ کے سہارے پر سینہ سپر ہو جائے۔ امریکہ انسانیت کا دشمن ہے اور پاکستان کو ایٹمی طاقت سے محروم کرنے اور مشرق وسطیٰ کے گرم پانیوں پر قبضے کے خواب دیکھ رہا ہے، بین الاقوامی سطح پر اپنا جنگی اسلحہ بیچنے اور اپنی ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا ایجنڈا نہیں ہے۔ مسلم اور کمزور اقوام کو صورتحال کا صحیح ادراک کر کے اپنا موقف اور پالیسیاں خود طے کرنے کی سطح پر آئے بغیر خودداری اور اپنی سلامتی کے تحفظ کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ طاغوتی قوتوں سے ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نجات دلا دیں اور ہم اللہ کی زمین پر اللہ کی حکمرانی قائم کرنے کے قابل ہو جائیں۔ آمین یارب العالمین!

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

نورالعیون فی سیرت الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم (قسط دوم)

علامہ ابن سیّدالناس رحمہ اللہ تعالیٰ ترجمہ: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا بیان:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی میں پچیس غزوات ہوئے۔ اور ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد ستائیس ہے۔ ان غزوات میں سے سات میں لڑائی ہوئی اور وہ یہ ہیں:

عزوہ بدر، غزوہ اُحد، غزوہ خندق، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ بنی مصطلق، غزوہ خیبر، غزوہ حنین اور غزوہ طائف۔ (۱)

اور بعض کے مطابق وادی القریٰ، غابہ اور غزوہ بنی نضیر میں بھی لڑائی ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روانہ کردہ لشکروں کا بیان:

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روانہ کردہ لشکروں کی تعداد پچاس ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کا بیان:

حج کے فرض ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حج ادا فرمایا جبکہ اس سے قبل دو حج ادا فرمائے۔

حجۃ الوداع کی ادائیگی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک میں تیل لگایا، بال بنائے اور خوشبو لگائی۔ ذوالحلیفہ (۲) میں رات گزاری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آج رات میرے پاس میرے رب کی جانب سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا
کہ اس مبارک وادی میں نماز ادا کیجیے اور فرما دیجیے کہ عمرہ حج میں ہے''۔ (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اور اتوار کی صبح کداء (۴) کی جانب سے ثنیۃ العلیا (۵) کے مقام سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور طوافِ زیارت ادا کیا۔ (دوران طواف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار رمل کیا اور چار بار بغیر رمل کے چلے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی جانب تشریف لے گئے، سواری پر بیٹھے سعی کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جو لوگ اپنے ہمراہ قربانی کے جانور نہیں لائے وہ عمرہ کی ادائیگی کے بعد احرام کھول دیں۔ اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حجون (۶) کے بالائی حصہ میں قیام فرمایا۔

جب یوم ترویہ (۷) آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کی طرف تشریف لے گئے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں اور وہیں رات گزاری اور نماز فجر ادا کی۔ جب سورج طلوع ہوا، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ اور نمرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیمہ نصب کیا گیا (تھا)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

وہاں آرام فرما ہوئے۔ سورج ڈھلنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ظہر وعصر کی نمازیں ادا کیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشعر حرام (۸) کے پاس وقوف کیا، یہاں تک کہ روشنی ہوگئی۔ پھر وہاں سے طلوع آفتاب سے قبل منیٰ کی طرف روانہ ہوئے، جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔ ایام تشریق میں ہر روز تینوں جمرات کو چلتے ہوئے سات کنکریاں ماریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد خیف کے ساتھ والے جمرہ سے ابتدا کرتے، پھر درمیان والے کو پھر جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے۔ پہلے اور دوسرے جمرہ کے پاس اپنے رب کے حضور طویل دعا ومناجات فرماتے۔

اور نزول منیٰ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی، اس کے بعد بیت اللہ شریف تشریف لے گئے اور سات چکر لگائے۔ پھر زمزم پلانے والوں کے پاس تشریف لائے اور پانی پیا، پھر منیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ اس کے بعد تیسرے دن منیٰ سے لوٹے اور وادی محصب (۹) میں قیام فرمایا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مقام تنعیم سے عمرہ کرایا، اس کے بعد روانی کا حکم فرمایا اور طواف وداع کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ (۱۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے، وہ سب کے سب ذی القعدہ میں ہی کیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم متوسط قامت تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان کا فاصلہ نسبتاً زیادہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کی لَو تک پہنچتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں بیس سے کم بال سفید تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ کِھلا ہوا تھا، رُخِ انور چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسین الخلقت اور معتدل الاعضاء تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھتے تو باوقار ہوتے اور اگر گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز نمایاں ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے خوبصورت تھے۔ دور سے دیکھنے میں بہت پرنور نظر آتے اور قریب سے بہت ہی حسیں اور پیارے لگتے۔ بہت میٹھی اور دل موہ لینے والی گفتگو فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبیں مبارک کشادہ تھی اور باریک ابرو تھے جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ بلند ناک اور نرم رخسار والے، کشادہ دہن اور موتیوں جیسے خوبصورت اور کشادہ دانت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین وجمیل نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی دیکھا اور نہ بعد میں۔ (۱۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی کا بیان:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اسماء جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی بیان فرمایا (وہ) یہ ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں۔

میں ماحی ہوں یعنی وہ جس کے ذریعے اللہ نے کفر کو مٹایا۔

اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع ہوں گے۔

اور میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(۱۳)

ایک دوسری روایت میں ہے:

میں مقفی ہوں(سب انبیاء کے پیچھے آنے والا اوران میں سے آخری)اور نبی التوبہ ہوں، میں نبی الرحمۃ ہوں۔(۱۴)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

میں نبی الملحمہ ہوں(یعنی غزوات والا نبی)۔(۱۵)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان اسماء سے ذکر فرمایا ہے:

بشیر، نذیر، سراج منیر، رؤف رحیم، رحمۃ للعالمین، محمد، احمد، طٰہٰ، یٰسین، مزمل، مدثر۔

عبد، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول:

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرَی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا. میں ہے۔(۱۶)

اور عبداللہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول:

وَ اَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ اللّٰہِ یَدۡعُوۡہُ. میں ہے۔(۱۷)

اور نذیر مبین جو کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

وَ قُلۡ اِنِّیۡۤ اَنَا النَّذِیۡرُ الۡمُبِیۡنُ میں ہے۔(۱۸)

اور مذکّر جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّمَا اَنۡتَ مُذَکِّرٌ .(۱۹)

اور ان کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی ذکر کیے گئے ہیں، ان ناموں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صفاتی نام ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کا بیان:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ: "کَانَ خُلُقُہُ الۡقُرۡآنَ" (۲۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے حکم کے مطابق ہی کسی سے ناراض ہوتے اور اس کے حکم کے مطابق ہی کسی سے راضی ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا اور نہ ہی کبھی اپنی ذات کی وجہ سے کسی سے ناراض ہوتے۔ اگر کسی کام سے اللہ کی حدود کی خلاف ورزی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو جاتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی ذات کے لیے غضبناک ہوتے تو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے سوال کے جواب میں لا، یعنی ''نہیں''، نہیں فرمایا۔(۲۱)

کبھی کوئی ایسی رات نہیں گزری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں درہم و دینا (تقسیم میں) بچ گیا ہو۔ اگر کبھی ایسا ہوتا کہ کسی سائل کے نہ آنے کی وجہ سے کوئی درہم و دینار بچ رہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک رات کو گھر میں تشریف نہ لے جاتے جب تک وہ کسی محتاج کو دے کر ان سے سبکدوش نہ ہو جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اپنے اہل خانہ کے لیے سال بھر کا صرف اتنا نفقہ لیتے جو قوت لا یموت (اتنی غذا کہ جس میں بمشکل گزارا ہو سکے) ہوتا، اور یہ نفقہ بھی اس مال سے لیتے جو سب سے ارزاں ہوتا جیسے کھجور اور جو۔ پھر اس میں سے بھی محتاجوں کو ترجیح دیتے، بسا اوقات ایسا ہوتا کہ سال گزرنے سے پہلے ہی وہ نفقہ ختم ہو جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے سچے، سب سے زیادہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے، نہایت نرم مزاج اور معاشرہ میں سب سے زیادہ معزز تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حلیم اور سب سے بڑھ کر حیا کرنے والے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو گوشہ نشین کنواری لڑکی سے بھی بڑھ کر حیادار تھے۔ (۲۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نظروں کو جھکانے والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ ہوتی۔ جب کسی چیز کی طرف دیکھتے تو نیچی نظر سے دیکھتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ متواضع تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر امیر یا غریب، آزاد یا غلام کی دعوت قبول فرماتے۔ (۲۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ رحم دل تھے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بلی بھی آجاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر شفقت فرماتے ہوئے برتن نیچے کر دیتے۔ اور جب تک وہ اپنی پیاس نہ بجھا لیتی برتن نہ اٹھاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ پاک دامن تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی بہت تکریم فرماتے۔ محفل میں پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے، اگر جگہ کم ہوتی تو ان کے لیے وسعت پیدا کر لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے، ساتھ بیٹھنے والے کے گھٹنوں سے آگے نہیں ہوتے تھے۔

جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے دیکھتا، مرعوب ہو جاتا اور جو مل لیتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ ہو جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے تابعدار تھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش ہونے کا فرماتے تو سب فوراً چپ ہو جاتے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے کرنے کا حکم فرماتے تو وہ اسے اسی وقت سرانجام دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ملاقات کے وقت زیب و زینت کا اہتمام فرماتے۔

جو موجود نہ ہوتا اس کے بارے میں دریافت فرماتے۔ کوئی بیمار ہو جاتا تو اس کی عیادت فرماتے۔ جو کوئی سفر پر ہوتا اس کے لیے دعا فرماتے۔ جو فوت ہو جاتا اس کی تعزیت کرتے اور اس کے لیے دعاءِ مغفرت فرماتے۔

اور اگر کسی شخص کے بارے میں یہ محسوس ہوتا کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی غلط فہمی کو دور کرنے اس کے ہاں تشریف لے جاتے۔

اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے باغات میں تشریف لے جاتے اور ان کی ضیافتوں کو رونق بخشتے۔

اہل شرف کی دلجوئی فرماتے، اہل فضل کی تکریم فرماتے۔

کسی شخص کو ناپسند نہ فرماتے نہ کسی سے بے رخی فرماتے۔ اور نہ ہی (کسی پر) ظلم کرتے۔ جو شخص معذرت خواہ ہوتا اس کی معذرت قبول فرمالیتے۔

طاقت ور اور کمزور، حق پر ہونے کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک برابر ہوتے۔

حواشی

(۱) یہاں فاضل مصنف نے جن غزوات میں لڑائی ہوئی ان کی تعداد سات لکھی اور آٹھ نام گنوائے، جب کہ ان کی اصل کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیَر میں ان غزوات کی تعداد نو لکھی ہے اور نو ہی نام گنوائے ہیں۔ غزوات کے ضمن میں عیون الاثر کی عبارت ذیل ہے:

جن غزوات میں لڑائی ہوئی تھی ان کی تعداد نو ہے:

غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ المریسیع (المصطلق)، غزوہ خندق، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوہ طائف۔ عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر: 353/1

(۲) ذوالحلیفہ: اسے بئر علی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اہل مدینہ کا میقات ہے، جو شہر سے نو کلومیٹر کے فاصلے پر مکہ مکرمہ کے جنوبی راستہ پر واقع ہے۔ (۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر 1534 (۴) کداء: بالائی مکہ کا ایک مقام۔ (۵) ثنیۃ العلیا: مکہ کے بالائی حصہ میں واقع شہر میں داخل ہونے کا راستہ، آج کل اس کا نام ''المعلاۃ'' ہے۔ یہیں پر مکہ مکرمہ کا مشہور قبرستان جنت المعلیٰ ہے۔ (۶) حجون: بیت اللہ شریف سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ایک مقام، ساتھ ہی اس نام کا پہاڑ بھی ہے۔ (۷) یوم ترویہ: آٹھویں ذی الحجہ (۸) مشعر حرام: مزدلفہ کا ایک نام (۹) وادی محصب: منیٰ کے قریب ایک مقام۔ (۱۰) تنعیم: مکہ مکرمہ اور مقام سرف کے درمیان ایک جگہ۔ (۱۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر 1218 (۱۲) سنن ترمذی، حدیث نمبر 3638 (۱۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر 3532، صحیح مسلم، حدیث نمبر 2354 (۱۴) صحیح مسلم، حدیث نمبر 2355 (۱۵) یہ روایت صحیح مسلم میں موجود نہیں، البتہ المنہاج بشرح صحیح مسلم بن الحجاج، الامام النووی، ص 1722 پر وفی حدیث آخر: ''نبی الملاحم'' کے الفاظ سے مذکور ہے۔ (۱۶) الاسراء: ا۔ (۱۷) الجن: 19 (۱۸) الحجر: 89 (۱۹) الغاشیہ: 21 (۲۰) مسند الامام احمد بن حنبل: 91/6، الادب المفرد، الامام البخاری، حدیث نمبر 308 (۲۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر 2311 (۲۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر 3562، صحیح مسلم، حدیث نمبر 2320، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4180۔ (۲۳) سنن ترمذی، حدیث نمبر 1017، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4178۔

(جاری ہے)

مساجد میں دروس قرآن وحدیث......ضرورت واہمیت

مولانا محمد احمد حافظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

اسلامی معاشرے میں مسجد، مدرسے اور خانقاہ کی اہمیت ہمیشہ مسلّم رہی ہے۔ مساجد میں اہل ایمان پانچ وقت حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بندگی، عجز ونیاز، زاری وشیفتگی اور والہیت کا اظہار کرتے ہیں۔ مدرسہ دینی تعلیم وتعلم کا مرکز اور خانقاہ اسلامی اخلاق وکردار کی تعمیر، اور تزکیہ وتطہیر نفس کا ادارہ ہے۔ ان تینوں اسلامی اداروں میں مسجد کا ادارہ سب سے اہم ہے۔ اس لیے کہ تعلیم اور تزکیہ کے لیے دوسرے مقام کا سفر اختیار کیا جاسکتا ہے، لیکن نمازوں کی ادائیگی کے لیے اپنے محلے اور علاقے میں مسجد کا ہونا ضروری ہے۔ مساجد بندگی رب کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم اور تزکیہ وسلوک کے لیے مرکز بن سکتی ہیں، لیکن مدرسہ یا خانقاہ مسجد کا متبادل نہیں ہوسکتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے قبا میں مسجد تعمیر فرمائی، پھر مدینہ منورہ میں ورود مسعود کے بعد سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی فکر فرمائی؛ جو مسجد نبوی زادھا اللہ شرفا وکرامۃ کہلائی۔ یہ مسجد اہل ایمان کی ان تمام ضروریات کے لیے مرکز بنی جو انہیں دینی اعتبار سے پیش ہوتیں۔

مساجد اپنی نسبت کے اعتبار سے شعائر اللہ میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَاتَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا(سورۃ الجن)

(مسجدیں اللہ کے لیے ہیں [سو وہاں] اللہ کے ساتھ کسی اور کومت پکارو)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أحب البلاد الی اللّٰہ مساجدھا، وأبغض البلاد الی اللّٰہ اسواقھا(الحدیث)

(شہروں میں اللہ کا محبوب ترین مقام وہاں کی مسجدیں ہیں، اور وہاں کا مبغوض ترین علاقہ وہاں کے بازار ہیں)

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اور تعلیم کے تعلق سے ارشاد فرمایا:

''مَنْ غَدَا الی المسجد لایرید اِلَّا اَنْ یَّتَعَلَّمَ خَیرًا اَوْ یُعَلِّمَہ، کان لہ کاَجر حاج تاما حجتہ'' (الطبرانی)

(جو شخص مسجد میں صرف خیر کی بات سیکھنے یا سکھانے کے لیے آئے اس کو ایک کامل الحج حاجی کے اجر جیسا ثواب ملتا ہے)

مسجد دور نبوت سے ہی اہل اسلام کے متنوع انفرادی اور اجتماعی امور کی انجام دہی کا مرکز رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں مسجد نبوی شریف میں صرف پنج وقتہ نمازیں ادا نہیں کی جاتی تھیں بلکہ یہاں تعلیم کے حلقے لگتے تھے، ذاکرین کے حلقے ہوتے تھے، تزکیہ باطن کا اہتمام ہوتا تھا، اصحاب صفہ کا یہاں مستقل قیام رہتا تھا، آپ صلی اللہ

علیہ وسلم بیرون سے آنے والے وفود سے ملاقاتیں فرماتے تھے، جہاد وغزوات کی ترتیب یہیں قائم ہوتی تھی، امراء وعمال کا عزل ونصب یہیں ہوتا تھا، مجلس مشورہ یہیں قائم ہوتی تھی، مسلمانوں کے مقدمات کی شنوائی بھی یہیں ہوتی تھی۔ اسلامی معاشرت نے جوں جوں ارتقا اختیار کیا؛ بعض مصالح کے پیش نظر مدرسہ اور خانقاہ کے الگ الگ وجود قائم ہوئے؛ لیکن یہ دونوں ادارے مسجد سے ہی وابستہ رہے، یعنی مسجد کے بغیر ان کا تصور کبھی نہیں رہا۔

یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ جب تک مسلمانوں میں مسجد کا ادارہ فعال رہا؛ اسلامی معاشرت اور اخلاق وکردار زندہ وتابندہ رہے۔ جب سے ہماری مسجدیں صرف جمعہ اور پنج وقتہ نمازوں تک محدود ہوگئیں؛ تعلیم وتعلم، تزکیہ وسلوک اور باہمی اجتماعی امور کو مسجد کے دائرے سے نکال دیا گیا اسلامی معاشرت دن بدن کمزور ہوتی چلی گئی۔ سقوط خلافت اسلامیہ کے بعد جب عالم اسلام کی مرکزیت ختم ہوگئی اور مسلم معاشرے اغیار کے زیر نگیں ہوگئے تو ایک ایسا وحشت ناک دور بھی آیا کہ مسجدیں نمازیوں کو ترسنے لگیں، ہمارے معاشرے تتر بتر ہوگئے، وہ مغربی طوفان کی زد میں آکر بے دین، خدا بیزار اور اہل مغرب کے طور طریقوں کے دلدادہ ہونے لگے۔

ہمارے برصغیر کے علماء؛ خصوصا علماء دیوبند پر اللہ پاک اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے کہ انہوں نے جابجا مدرسے قائم کرکے اور مساجد کو آباد کرکے مسلمانوں کی دینی تعلیم وتربیت کا بیڑہ اٹھایا، آج ہمارے معاشروں میں جو تھوڑی بہت دینی رمق نظر آتی ہے یہ انہی کی بے پناہ مساعی کا نتیجہ ہے...... لیکن نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ یہ کافی نہیں۔ معاشرتی طور پر کل کی بنسبت آج ہمیں زیادہ بڑے اور خطرناک چیلنج درپیش ہیں۔ ہمارے مدارس...... جو ہمارے لیے محفوظ قلعوں کی حیثیت رکھتے ہیں؛ باہر کی دنیا سے بہت مختلف ہیں۔ ہمارے معاشرے کا نوجوان طبقہ اپنے دین کی نہ صرف یہ کہ بنیادی معلومات نہیں رکھتا بلکہ وہ مغرب کی پروردہ این جی اوز کے جال میں جکڑتا چلا جارہا ہے۔ ابلاغ واطلاعات کے تمام ذرائع بے دینی، فحاشی وعریانی، بے راہ روی، بدعقیدگی، فکری آوارگی کو پروان چڑھانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں ہلکان ہورہے ہیں۔ گمراہ فرقوں کو اپنی تبلیغ کے لیے کھلا اور آزاد ماحول فراہم کردیا گیا ہے۔

دوسری طرف منصوبہ بند طریقے سے دینی اداروں کے کردار کو محدود سے محدود تر کرنے کی کوششیں جاری ہیں، اس کی تفصیل کا موقع نہیں؛ لیکن اتنا ضرور عرض کریں گے کہ مساجد کے وسیع اور فطری مقام کی بحالی اشد ضرورت ہے۔ الحمدللہ اب بھی بڑی تعداد میں مسلمان مساجد کا رخ کرتے ہیں، نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن چوں کہ اکثر مساجد میں دروس قرآن وحدیث، اور ضروری فقہی مسائل کی تعلیم اہتمام نہیں اس لیے بیشتر نمازی ضروریات دین سے واقف نہیں ہوتے۔ انہیں طہارت اور نماز کے مسائل معلوم نہیں ہوتے، دینی عقائد سے آگاہی نہیں ہوتی، سنت اور بدعت، جائز و ناجائز، حلال وحرام میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ اگرچہ تبلیغی جماعت کی محنت کافی بارآور ہے، اس کے باوجود مساجد کے ائمہ وخطباء پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، انہیں اللہ پاک نے منبر اور محراب کی صورت میں ایک پاکیزہ، صاف ستھرا اور محترم مقام عطا فرمایا ہے، وہ اگر چاہیں تو اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ خالصتاً لوجہ اللہ معاشرے کی اسلامی تشکیل کے لیے

بہترین کردارادا کر سکتے ہیں۔آپ دیکھیں گے کہ جن مساجد کے ائمہ وخطباء نے اپنے طور پر مساجد میں درس قرآن، درس حدیث اور دینی مسائل کی تعلیم کا سلسلہ شروع کرر کھا ہے؛ اُن مساجد کے نمازی مسجد اور نماز کے آداب ومسائل کی رعایت میں منفرد نظر آتے ہیں، جن مساجد میں اس کا اہتمام نہیں، وہاں کے نمازیوں میں ایک طرح کا تجاہل اور تساہل نظر آئے گا۔اس لیے بہت ضروری ہے کہ فروعی مسائل میں الجھے بغیر اپنی اپنی مساجد میں درس قرآن، درس حدیث، دینی مسائل کی تعلیم کا اہتمام کیا جائے۔اس کے لیے کسی لمبے چوڑے اہتمام کی بھی ضرورت نہیں، ترتیب حسب ذیل ہوسکتی ہے:

☆...... روزانہ پانچ وقتہ نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد صرف دس منٹ کے لیے قرآن مجید کا ترجمہ بیان کردیا جائے۔

☆...... کسی ایک نماز کے بعد پانچ منٹ کے وقت میں ایک حدیث اوراس کی مختصر تشریح بیان کردی جائے۔

☆...... ہر نماز کے بعد دعا سے پہلے ترتیب سے صرف ایک دینی مسئلہ بیان کردیا جائے۔

☆...... ہفتے میں ایک دن عمومی درس قرآن کا اہتمام ہو۔

اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ نمازیوں کی راحت کا مکمل خیال رکھا جائے، انہیں جبراً نہ بٹھایا جائے، وقت زیادہ نہ لیا جائے، دقیق علمی مباحث کو بیان نہ کیا جائے، خیر الکلام ما قلَّ ودلَّ (بہترین کلام وہ ہے جو کم ہو مگر معنی مکمل بیان کر دے) کے مصداق کم الفاظ اور مناسب وقت میں بات مکمل کرلی جائے۔ان شاء اللہ آپ اس ترتیب سے چلیں گے تو تھوڑے ہی عرصے میں اپنے ماحول میں مثبت تبدیلی محسوس کریں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو... آمین

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
فون نمبر: 061-4552446
Email:saleemco1@gmail,com
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

محبوب کی یادوں سے (نعت)

محمد فیاض عادلؔ فاروقی

محبوبؐ کی یادوں سے معمور جو سینہ ہے
اُس سینے میں جو دل ہے وہ دل بھی مدینہ ہے

ہو ذکر ولادت کا، بعثت کا کہ سیرت کا
توصیفِ محمد ﷺ کا ہر ایک مہینہ ہے

طیبہ کی ہواؤں سے دل شاد ہُوا جب سے
کم لگتا نگاہوں میں عالم کا خزینہ ہے

وہ حُبِّ محمد ﷺ سے محروم نہ ہو کیونکر
اصحابِ محمد ﷺ سے رکھتا جو بھی کینہ ہے

ربّ خالقِ عالم ہے، یہؐ رحمتِ عالم ہیں
مولا کی عطاؤں کا یہؐ ذات دفینہ ہے

رحمتؐ یہ جہاں بھر کی جس قوم کو ہے حاصل
عالَم کی انگوٹھی میں وہ مثلِ نگینہ ہے

بیڑے کو لگائے گا اُس پار خدا عادلؔ
ملاّح محمد ﷺ ہیں، محفوظ سفینہ ہے

بابری مسجد خدا حافظ

محمد عثمان جامعی

خدا کے گھر
خدا حافظ
سنو اے گنبد و مینار
اے منبر
خدا حافظ

شہادت سے تری کتنے ہی منظر لوٹ آئیں گے
وہ ’’سینتالیس‘‘ کے سب تیر و خنجر لوٹ آئیں گے
بھرے تھے زخم جو
پھر تازہ ہوکر لوٹ آئے ہیں
کہ پھر بلوائیوں کے خونی لشکر لوٹ آئے ہیں

سنو اے گرتی دیوارو
اے گرتے در
خدا حافظ

ترے ملبے نے ارضِ قدس کی صورت دکھائی ہے
اس اڑتی گرد میں ہسپانیہ کی یاد آئی ہے
ہو تیرا شکریہ کیسے ادا اے ٹوٹتی مسجد
ہماری حیثیت تو نے ہمیں گر کر بتائی ہے

خدا حافظ
خدا حافظ
خدا حافظ
خدا حافظ

☆......☆......☆

مولانا سیّد امیر علی ملیح آبادی اور ان کی تفسیر مواہب الرحمٰن

مولانا سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ

اللہ اللہ کیسے لوگ تھے جو اپنے پیدا کرنے والے کے دین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے اور ایسے ایسے مثالی کام کر گئے جو رہتی دنیا تک ان کو زندہ و جاوید رکھیں گے۔ ہم اپنے اسلاف کی صرف قرآنی خدمات پر نظر دوڑاتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس صدی ہجری جسے یار لوگوں نے ایک سال پہلے ہی ختم کر دیا تھا، کے چوتھے سال یعنی یعنی ۱۳۰۴ء میں ایک صاحب کا انتقال ہوا جنہیں آج دنیا علامہ آلوسیؒ کے نام سے یاد کرتی ہے اس بندہ خدا نے قرآن کریم کی عربی تفسیر لکھی ، نام روح المعانی ہے، آپ حیران ہوں گے، تیس جلد، گویا ہر پارہ ایک جلد پر مشتمل ہے، سینکڑوں نہیں ہزراوں نادر صفحات کا یہ مجموعہ بلا مبالغہ گزشتہ تیرہ صدیوں کے علوم و معارف کا نچوڑ اور عطر ہے (اللہ بھلا کرے ارباب مکتبہ رشیدیہ لاہور کا جنہوں نے جان جوکھوں میں ڈال کر اس ذخیرہ علوم و معارف کو چھپوا دیا ورنہ اس کتاب کا یہاں حصول ایک مسئلہ تھا)۔ یہ بزرگ بغداد کے رہنے والے تھے، اور اسی قسم کے ایک بزرگ ہندی تھے نام تھا امیر علی، بابائے اردو مولوی عبدالحق صاحب نے ڈیڑھ ہزار صفحات کے لگ بھگ پر مشتمل قاموس الکتب اردو کا پہلا حصہ تیار کرایا جو مذہبیات پر مشتمل ہے۔ اس قاموس الکتب میں حدیث، تفسیر، فقہ و کلام اور دوسرے علوم و معارف پر اب تک شائع شدہ کتب کی تفصیلات موجود ہیں۔ ۱۶۲ نمبر انہی مولانا امیر علی کا ہے قصبہ ملیح آباد کے بسنے والے، جہاں کے نامور شاعر جوش ہیں، لیکن افسوس کہ جوش صاحب نے اپنی صلاحتیں اسی کوچہ میں کھپا دی۔ لیکن ہمارے ممدوح سید امیر علی صاحب نے قرآن و حدیث اور فقہ کی خدمت میں زندگی گزار دی، بقول قاموس الکتب تفسیر مواہب الرحمٰن مسمیٰ بہ جامع البیان ۳۰ ضخیم جلدیں ۱۹۰۲ء، مطبع نول کشور لکھنؤ۔

اللہ کی شان ہے کہ اللہ نے اپنے دین کی اشاعت کا کام نول کشور کے مالکان سے لیا اور ہمارے علم کے مطابق ۹ ہزار بڑے صفحات پر یہ تفسیر اس مطبع سے تین بار شائع ہوئی۔ قاموس الکتب کا تبصرہ نگار لکھتا ہے ''اردو میں یہ جامع تفسیر ہے، عربی فارسی کی مستند تفاسیر کو سامنے رکھ کر مولانا نے قرآن شریف کے مطالب اور نکات کی یہ جامع اور مستند تشریح کی ہے''۔ (جلد 1، صفحہ 19، مطبوعہ انجمن ترقی اردو، کراچی)

ہمارے مولانا امیر علی برصغیر کی مشہور درسگاہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم رہے۔ اس عظیم و ضخیم تفسیر کے علاوہ موصوف نے ''فتاویٰ عالمگیری'' جیسی کتاب کا ترجمہ کیا جو چھپ چکا ہے اور دستیاب ہے۔ اسی طرح فقہ حنفی کی معروف و متداول کتاب ''ہدایہ'' کا ترجمہ لکھا ہے وہ بھی چھپ چکا ہے اور قرآن شریف کے بعد صحیح کتاب ''بخاری شریف'' کی شرح لکھی، بدقسمتی سے یہ ابھی تک چھپ نہ سکی اللہ تعالیٰ انتظام فرمادے تو یہ بھی علوم و معارف کا خزانہ ہوگا۔ دریا آباد کے عبدالماجد صاحب جو بعد میں مولانا عبدالماجد کہلائے ''سچ'' کے ایڈیٹر حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے مرید اردو اور انگریزی میں تفسیر لکھنے والے انہوں نے ''مواہب الرحمٰن'' کی پہلی اشاعت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ''تفسیر مواہب جس کا مثل و نظیر نہ اب تک ہوا ہے اور نہ غالباً آئندہ ہوگا'' اور انہی دریا آبادی مرحوم نے یہ بھی تبصرہ میں لکھا ''عربی کی مشہور اور متداول تفسیروں کا عطر اس میں آ گیا ہے''۔

۹ ہزار صفحات پر مشتمل اس تفسیر میں آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ کیا کیا ہوگا؟ بقول عبدالماجد صاحب ''بس عطر ہے اس تمام تفسیری ذخیرے کا جو ہمارے اسلاف (اللہ ان کی قبروں کو منور کرے) نے چھوڑا''۔ نول کشور لکھنؤ سے تفسیر تین مرتبہ چھپی لیکن پاکستان میں ندارد۔ اللہ اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمائے ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے آپ کو داؤ پر لگا کر پاکستان میں اس تفسیر کا اہتمام کیا۔ بطور جملہ معترضہ عرض کردوں کہ ایسا کرنے والے وہی ''مکتبہ رشیدیہ لاہور'' کے مالکان ہیں جنہوں نے ''روح المعانی'' کو چھپوایا اور چھپوانے کے بعد اہل علم اور اس ذخیرہ کے شائقین کے لیے رعایت در رعایت کا اہتمام کر دیا۔

ایک بات اور سنتے چلیں۔ ہزارہ ڈویژن کے دور دراز علاقے کے ایک شائق علم جناب خواص خان صاحب نے اس عظیم تفسیر کا کئی بار مطالعہ کرنے کے بعد ایک انڈکس تیار کیا جو ان کی علمی محنت کا آئینہ دار ہے۔ قریب ایک ہزار صفحات کا یہ انڈکس بھی انشاء اللہ وہی لوگ چھپوا رہے ہیں جنہوں نے اصل تفسیر چھپوائی۔ قرآن کے طالبعلموں کے لیے بڑے پتے کی چیز ہوگی۔

اسلاف کی قرآنی خدمات کے ضمن میں ایک اور بات عرض کردوں مولانا امیر علی کے تذکرے میں بظاہر یہ بات بے جوڑ ہوگی لیکن داستان عشق و محبت میں حدود قائم رکھنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

ہمارے شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا اور کہاں؟ مالٹا کی اسارت میں، واپسی پر اس کے ضائع ہونے کا خطرہ تھا کیونکہ جہاز ڈانواں ڈول ہو رہا تھا۔ عجب نہیں واقعہ ہے کہ اس مسودہ کی بدولت اللہ نے سب پر رحم کیا۔ حضرت نے تفسیر کا بھی سلسلہ شروع کیا تھا لیکن البقرہ، النساء کی تفسیر کے بعد قضاء و قدر نے مہلت نہ دی تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس فرض کی تکمیل کی اور خوب! اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کو یوں قبول فرمایا کہ مولانا مجید حسن بجنوری مالک مدینہ اخبار نے اس کو بہترین انداز سے چھپوایا، پھر ہانگ کانگ میں چھپا حکومت افغانستان نے فارسی میں منتقل کرا کے چھپوایا۔ حضرت مولانا عزیر گل کی نومسلم یورپین اہلیہ نے انگریزی میں منتقل کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت کی سبیل کر دے۔ اب کراچی میں دو ادارے انگریزی میں منتقل کرا رہے ہیں اور امید ہے کہ جلد طبع ہو کر منظر عام پر آ جائیگا۔ یہاں کے مشہور ناشر قرآن تاج کمپنی نے چھاپا۔ ان کے علاوہ مکتبہ رشیدیہ لاہور نے چھاپا اور اس کی رعایت کرتے ہوئے کہ غریب لوگ زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں۔

میرے پیش نظر مولانا امیر علیؒ کے متعلق چند سطور لکھنا تھیں، لیکن سلسلہ زلف یار کی طرح دراز ہوتا گیا اور پھر بھی سلسلہ تین بزرگوں تک محدود رہا۔ ورنہ محض ہندوستان کی بات کی جائے تو خانوادہ ولی اللّٰہی اور ان کے بعد ان کے روحانی فرزند مولانا عبدالحقؒ، مولانا فتح محمد جالندھریؒ، حضرت تھانویؒ، امام انقلاب حضرت سندھیؒ، امام تفسیر حضرت لاہوریؒ، حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا مفتی شفیع دیوبندیؒ اور ان کے علاوہ دوسرے اکابر و اسلاف ایک ایک کی خدمات اس قابل ہیں کہ پوری پوری کتاب ایک ایک کے لیے لکھنا پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی ارواح مقدسہ کو طمانیت بخشے اور اس کے فضل سے امید ہے کہ اس نے ایسا ہی کیا ہوگا۔ بعض حضرات کی موت کے بعد ایسے آثار سامنے آئے کہ سبحان اللہ جنہوں نے اس کی کتاب کی خدمت کی اس نے ان پر یقیناً رحم کیا ہوگا۔ اس کے فضل سے ایسی ہی امید وابستہ رکھنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ اس سلسلۃ الذہب کو اپنی روایات کو اپنانے کی توفیق دے۔ (آمین) (ہفت روزہ خدام الدین، دسمبر 1979ء)

بیالیسویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی روداد

فرحان حقانی / تنویرالحسن

مجلس احرار اسلام کے زیرِ اہتمام 2 روزہ احرار ختمِ نبوت کانفرنس اور جلوس دعوتِ اسلام گزشتہ 41 سال سے قادیان کے ختم نبوت کے محاذ کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے چناب نگر ضلع چنیوٹ میں بھرپور محنت سے اہتمام کر کے منعقد کیا جاتا ہے، امسال 42 ویں ختم نبوت کانفرنس تھی۔

یوں تو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عنوان پہ ملک بھر میں ربیع الاوّل کی آمد کے ساتھ ہی اجتماعات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، مگر چناب نگر کی اس کانفرنس کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ محرم کا چاند نظر آتے ہی اس اجتماع کے لیے محنت شروع کر دی جاتی ہے، گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی مجلس احرار اسلام کی شوریٰ اور عاملہ نے اتفاقِ رائے سے محترم قاری ضیاء اللہ ہاشمی، امیر مجلس احرار اسلام گجرات کو ناظمِ اجتماع مقرر کیا۔ اور ان کے معاونین میں مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، مولانا محمود الحسن، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین، مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث، مولانا سید عطاء المنان بخاری، ڈاکٹر محمد آصف اور مولانا تنویر الحسن احرار کو مقرر کیا گیا۔ ناظم اجتماع نے مختلف مواقع پہ اجلاس کر کے انتظامی ڈھانچہ تشکیل دیا اور کانفرنس کی تیاری شروع کر دی۔ اس دوران مسلسل چناب نگر کا سفر جاری رہا، جہاں پنڈال، طعام گاہ، وضو خانے وغیرہ کی تیاری کے ساتھ تعمیراتی امور میں بھی کافی مشغولیت رہی۔

یکم ربیع الاوّل سے مبلغینِ ختمِ نبوت کی تشکیل کی گئی۔ قائدین احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، سید عطاء اللہ شاہ ثالث نے مختلف مقامات پہ اجتماعات سے خطاب کیا اور کانفرنس کی دعوت دی، جبکہ مبلغین نے پنجاب اور خیبر پختونخوا کے دورے کر کے کانفرنس کی دعوت دی۔ مولانا محمد مغیرہ، امیر ملتان مولانا محمد اکمل، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، مولانا محمد شعیب اعوان، مولانا قاری محمد شعیب ندیم، قاری احسان احمد، مفتی نجم الحق، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا محمود الحسن، مولانا محمد طیب چنیوٹی، مولانا سرفراز معاویہ، مولانا سرفراز مخدوم، مولانا وقاص حیدر، مولانا عتیق الرحمٰن علوی اور مولانا تنویر الحسن نے مختلف شہروں اور دیہاتوں کا دورہ کر کے عوام الناس کو ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے تیار کیا۔ جبکہ قائد احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اپنی علالت کے باوجود کانفرنس کے لیے متفکر رہے اور دعاؤں میں مصروف رہے۔

قارئین کرام! طے شدہ پروگرام کے مطابق تمام مبلغین و منتظمین اجتماع 7 ربیع الاوّل کو مرکز احرار چناب نگر پہنچ گئے اور اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ 10 ربیع الاوّل جمعۃ المبارک کے موقع پہ چنیوٹ شہر، چناب نگر اور گردونواح میں مبلغین احرار نے خطبات جمعہ کے موقع پہ بیانات کیے اور عوام کو شرکت کی دعوت دی۔ مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، ناظم اعلی عبداللطیف خالد چیمہ اور میاں محمد اویس بھی چناب نگر پہنچ گئے اور رات کو انتظامی امور کے متعلق میٹنگ کر کے 11، 12 ربیع الاوّل کے حوالے سے امور طے کیے۔ 11 ربیع الاوّل صبح سے ہی قافلوں کی آمد شروع ہوگئی۔ سب سے پہلے ٹنڈو

آدم سندھ سے جماعت کے احباب تشریف لائے۔ کراچی سے مفتی عطاء الرحمٰن قریشی اور مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی احباب کے ہمراہ پہنچے اور پھر یہ سلسلہ چلتا رہا۔ 11 ربیع الاوّل نماز ظہر کے بعد کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز ہوا، تلاوت قرآن کریم کی سعادت مولانا قاری شعیب ندیم نے حاصل کی۔ اس دوران مختلف بیانات ہوتے رہے، سید محمد کفیل بخاری نے اطاعت امیر، مولانا محمد اکمل نے احساس ذمہ داری اور مولانا تنویر الحسن نے کانفرنس کی غرض و غایت اور تعارف کے عنوان پہ پُر مغز گفتگو کی۔ جبکہ میاں محمد اویس، مولانا فیصل متین سرگانہ، ڈاکٹر شاہد کشمیری نے احرار کارکنوں سے اظہار خیال کیا اور فکری، نظریاتی اور پرامن تحریکی جدوجہد کے لیے ان کی ذہن سازی کی۔ اس دوران قافلوں کی آمد جاری رہی۔ بعد نماز مغرب سورہ یاسین اور سورہ واقعہ کی تلاوت کے بعد کھانا کھلایا گیا اور عشاء کی نماز کے بعد دوسری نشست کا آغاز ہوا۔

قارئین کرام! عصر کی نماز کے بعد کانفرنس کے تمام شرکاءِ کی نظریں مسجد احرار کے مین گیٹ سے باہر چناب نگر سے آنے والی سڑک پہ تھیں کہ دل دھڑک رہے تھے۔ بعض اوقات وہ لمحہ سوچ کر آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ اسی اثنا دور سے آتے ہوئے سائرن بجاتی ہوئی ایمبولینس سامنے نظر آئی تو سانس تیز تیز چلنا شروع ہوگیا۔ رضا کاران احرار اپنے محبوب قائد کی ایک جھلک دیکھنے کو ترس رہے تھے۔ ایمبولینس دفتر کے پاس آکر رکی، بھائی اشرف احرار، بھائی علی اصغر، بھائی شاکر خان نے مجمع کو سنبھالا۔ اب انتظار تھا کہ ایمبولینس کا گیٹ کھلے اور نشانی امیر شریعت کا دیدار ہو سکے۔

اللہ اکبر یہ کیسی گھڑی تھی، کیسٹ ریورس ہو رہی تھی۔ چناب نگر، 27 فروری 1976ء کی یخ بستہ رات، آسمان کی چھت اور کھلا میدان جہاں آج جامع مسجد احرار قائم ہے کو صبح جلسہ گاہ کی شکل دینے اور ملک بھر سے آنے والے قافلوں کے استقبال میں مصروف یہ امیر شریعت کے سب سے چھوٹے فرزند۔ پھر مدینہ منورہ کی معطر فضائیں، جوارِ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوبارہ واپس چناب نگر میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے مقابلے میں ڈیرہ لگانا۔ آنکھوں کے سامنے ایک پورا دَور تھا۔ جب ہم کارکنان یہاں چناب نگر حاضر ہوتے تو حضرت پیر جی تشریف فرما ہوتے اور ہر آنے والے کا استقبال کرتے۔ مہمانوں کے لیے کھانے کا اہتمام کرنا خود سالن ڈال کر دینا۔ ذہن انہی سوچوں میں گم تھا کہ برادر مکرم سید عطاء المنان بخاری نے فرمایا کہ حضرت پیر جی کو سٹریچر پہ ہی کمرے میں لے کر جانا ہے۔ باوجود کوشش کے کوئی بھی اپنے جذبات پر قابو نہ پاسکا سبھی آنکھیں نم تھیں۔ بہرحال حضرت پیر جی کو کمرے میں لے کر گئے، بستر پہ لٹایا اور ایک نظر جی بھر کے دیکھا۔ حال احوال پوچھنے کے بعد اپنی اپنی ذمہ داری کو سنبھالنے میں مصروف ہو گئے۔ دعا کریں، اللہ مرشد کریم کا سایہ تادیر خاندان امیر شریعت، کارکنان احرار اور ہمارے سروں پہ قائم و دائم رکھے۔ آمین

بعد نماز مغرب نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری، آزاد کشمیر سے مولانا مقصود کشمیری، بھائی وقاص، چاغی بلوچستان سے بھائی اکرام اللہ اور ان کے رفقاء، مولانا کریم اللہ بمع رفقاء رحیم یار خان سے، ڈیرہ اسماعیل خان سے قاری احسان اللہ احرار کی قیادت میں قافلہ احرار، تلہ گنگ سے ڈاکٹر محمد عمر فاروق اور مولانا محمد شعیب اعوان کی قیادت میں پہلا قافلہ، ملتان سے بھائی محمد مہربان اور رفقاء کی قیادت میں بڑا قافلہ، لاہور سے مولانا قاری محمد یوسف احرار کی قیادت میں، سیالکوٹ سے بھائی امجد احرار کی قیادت میں، جتوئی سے ڈاکٹر عبدالرؤف اور ڈاکٹر ریاض احمد کی قیادت

میں یوں رات بھر قافلوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ راولپنڈی سے چودھری خادم حسین اور معروف صحافی سیف اللہ خالد کی قیادت میں، اسلام آباد سے مولانا محمد شاکر سمیع کی قیادت میں، میانوالی چکڑالہ سے جناب عبداللہ علوی کی قیادت میں، پچنند سے مولانا قاری محمد شریف کی قیادت میں قافلے شریک ہوئے۔

11 ربیع الاول بعد نماز عشاء کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز ہوا تلاوت ونعت کے بعد جناب پروفیسر ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری نے تاریخ احرار اور جلوس دعوت اسلام کے پس منظر پر تفصیلی گفتگو کی۔ انھوں نے مولانا اللہ یار ارشدؒ اور محترم عباس نجمی مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا۔ پروفیسر علی اصغر نے کہا کہ امت مسلمہ کو مسلکی تعصّبات سے بالاتر ہوکر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی جدوجہد کو مزید منظم انداز میں آگے بڑھانا ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ درحقیقت عقیدہ توحید کا تحفظ ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کی ربوبیت کا ذکر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے سے اہل اسلام کو معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مجلس احرار اسلام اور دیگر جماعتیں اپنے اس دینی فریضے کو بخوبی سرانجام دے رہی ہیں۔ حضرت خاکوانی صاحب کی دعا سے رات کی نشست کا اختتام ہوا۔ رات گئے تک قافلوں کی آمد جاری رہی، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمود الحسن ناظم اجتماع مولانا ضیاء اللہ ہاشمی اور راقم مہمانوں کے استقبال میں مصروف رہے۔

12 ربیع الاوّل کو تلہ گنگ سے مجاہد ختم نبوت محمد سعید طورا کی قیادت میں، قصور سے مولانا امجد شاکر اور عاشق احرار کی قیادت میں، کمالیہ سے عبدالکریم قمر، ٹوبہ ٹیک سنگھ سے حافظ محمد اسماعیل کی سرپرستی میں قافلہ شریک ہوا، ڈیرہ غازی، مظفر گڑھ، بہاول پور، حاصل پور، بہاول نگر، چشتیاں، پیرمحل، ہری پور، گلگت بلتستان، خیبر پختونخوا سے کارکنان احرار اور مجاہدین ختم نبوت کے قافلے شریک ہوئے۔

تیسری نشست 12 ربیع الاوّل نماز فجر کے بعد مناظر ختم نبوت مولانا محمد مغیرہ کا تفصیلی درس ہوا اور سوالات کے جوابات دیے گئے۔ بعدازاں ناشتے کی تیاری کے بعد شرکاء نے ناشتہ کیا۔ 8:50 پہ چوتھی نشست بسلسلہ ''تقریب پرچم کشائی'' کا آغاز ہوا۔ مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کے امیر قاری احسان اللہ نے پرسوز آواز میں تلاوت فرمائی۔ ثنا خوان مصطفیٰ جناب ابوبکر اشرف مدنی نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ترانۂ احرار پیش کیا۔ پروفیسر شاہد کشمیری نے کہا احرار کے وفادارو جانثار کارکنو! عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت تمہاری علامت اور پہچان بن چکی ہے، کبھی بھی اس پرچم کو سرنگوں نہ ہونے دینا اور دشمنانِ ختم نبوت کو دعوت اسلام کا فریضہ دوہراتے رہنا۔ آج جتنی بھی جماعتیں عقیدہ ختم نبوت کے عنوان سے کام کر رہی ہیں، یہ سب مجلس احرار ہی کا تسلسل ہیں۔ نبیرہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام سرفروشوں کا وہ قافلہ ہے کہ جس نے ہر ظلم اور جبر کے خلاف کلمہ حق بلند کیا اور آج بھی اللہ پاک کے فضل وکرم اور اس کی عطا کردہ توفیق سے اپنے بزرگوں کی روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ مجاہد ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ آج امت مسلمہ کو امریکی سامراج سے واسطہ پڑا ہوا ہے۔ اس ساری صورتحال میں مجلس احرار اسلام اور اس کے وفادار کارکن اپنی جان کی بازی لگا دیں گے مگر اسلام کی دعوت اور ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ 1953ء میں مجلس احرار اسلام پر پابندی لگی،

قائدین کو گرفتار کرلیا گیا اور کارکنوں پر اندھی گولیاں چلائی گئیں۔ ہم نے دس ہزار نوجوان عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے قربان تو کر دیے مگر اسکی حفاظت کا فریضہ آج بھی ادا کر رہے ہیں اور آئندہ بھی اس مقدس فریضے کو ادا کرتے رہیں گے۔ مجلس احرار کے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ برصغیر پاک و ہند میں انگریز سامراج کے خلاف مجلس احرار اسلام کی جدوجہد بے مثال ہے۔ احرار کی جدوجہد کی بنیاد حکومت الٰہیہ کا قیام ہے جس کے لیے آخری سانس تک جدوجہد جاری رہے گی۔ نواسہ امیر شریعت مولانا سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اپنی منزل کی طرف گامزن ہے اور اس منزل کے حصول تک اپنی پر امن جدوجہد کو جاری و ساری رکھے گی۔ مجلس احرار اسلام وطن عزیز پاکستان کی اسلامی شناخت کی حفاظت اور جغرافیائی سرحدات کے تحفظ کے لیے دینی و سیاسی جماعتوں کے ہمراہ اپنے حصے کا کردار ادا کرتی رہے گی۔ سید محمد کفیل بخاری کے خطاب کے دوران مرشدی قائد احرار پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کو وہیل چیئر پہ سرخ پوش رضا کاروں کے جھرمٹ میں اجتماع گاہ میں لایا گیا تو کارکنان احرار کے چہروں پہ رونق آ گئی۔ تقاریر کے بعد اب موقع تھا کہ سرخ ہلالی پرچم لہرایا جائے۔ قائدین احرار پرچموں کو لہرانے کے لیے تیار ہوئے اور بھائی ظہیر فاضل کاشمیری کی پرسوز آواز میں ترانہ پرچم احرار بلند ہوا، دوسری طرف برادرم قاسم چیمہ کی آواز گونجی اور تکبیر اللہ اکبر کی۔ پاکستان کا مطلب کیا، لا الٰہ الا اللہ کی صدائیں بلند ہوئیں اور پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرایا۔ اسی دوران پرچم احرار بلند کیا گیا اور فضا ختم نبوت زندہ باد سے گونج اٹھی۔ بعد ازاں شرکاء نے حضرت پیر جی سے مصافحہ کیا۔ پرچم کشائی کی تقریب کے بعد شرکاء اجتماع طعام گاہ کی طرف روانہ ہوئے، جہاں مولانا محمد مغیرہ کی سرپرستی میں مجلس احرار اسلام چناب نگر کے رضا کار مہمانوں کی خدمت کے لیے مستعد تھے اور انتہائی احترام کے ساتھ مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے دسترخوان پر بٹھا رہے تھے۔ پونے گیارہ بجے کانفرنس کی پانچویں نشست کا آغاز کیا گیا۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب نے کی۔ قاری محمد قاسم ناظم مجلس احرار اسلام لاہور نے مخصوص انداز میں تلاوت قرآن کی۔ مدرسہ معمورہ کے طالب علم سیف اللہ نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی۔ معروف ثناخوان طاہر بلال چشتی کی پرسوز آواز نے سماں باندھ دیا۔ صاحبزادہ حسان شاہد رام پوری نے خوبصورت انداز میں نغمۂ جانباز پیش کیا۔ مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا محمد سلیم طاہر، مفتی محمد قاسم نے تفصیلی بیانات کیے۔ مبلغ ختم نبوت مولانا سرفراز معاویہ نے نظامت کے فرائض میں معاونت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مجاہد ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ مرکزی ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان اکٹھے سٹیج پر تشریف لائے۔ مجاہد ختم نبوت بابا اللہ دتہ مجاہد قصوری نے ولولہ انگیز خطاب کیا، بعد ازاں عبداللطیف خالد چیمہ نے پالیسی ساز خطاب کر کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو خطاب کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا ہم قادیانیوں کی آئینی حیثیت کو پاکستان میں ختم نہیں ہونے دیں گے، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق مرتد کی شرعی سزا نافذ نہ کرنا سابقہ اور موجودہ حکومت کی بدنیتی ہے۔ نواسۂ و جانشین مولانا گل شیر اعوان شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ نے خوبصورت انداز میں خطبۂ مسنونہ اور قرآن کریم کی تلاوت فرمائی اور سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا وقت دیگر مہمانوں کے سپرد کیا۔ کانفرنس کی آخری گفتگو نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری نے انتہائی جامع اور مختصر ترین الفاظ میں کی۔ ظہر کی نماز مفتی ہارون مطیع اللہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز ظہر کے بعد سالار رضا کاران احرار مولانا فیصل متین سرگانہ نے

اپنے باوفا احرار رضا کاروں کے ہمراہ جلوس کی ترتیب درست کی، احرار رضا کار، جھنڈے لہراتے، نعرۂ تکبیر لگاتے، صلی اللہ علیہ محمد، صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صداؤں سے فضا کو معطر کرتے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام محبت کفر گڑھ چناب نگر کے باسیوں کو سنانے اور دعوت اسلام دینے کے لیے روانہ ہوئے۔ قائد احرار حضرت پیر جی ایمبولینس میں جلوس کے ہمراہ احرار کارکنوں کی قیادت فرما رہے تھے۔

ہزاروں کارکنان احرار ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے چل رہے تھے۔ اقصیٰ چوک پر حسب سابق پہلا پڑاؤ کیا گیا جہاں مولانا تنویر الحسن احرار نے قادیانیوں کو پیغام محبت اور دعوت اسلام دی۔ جلوس ایوان محمود کی طرف روانہ ہوا، جہاں وہ جلسے کی شکل اختیار کر گیا۔ اس دوران ریسکیو 1122 (ایمبولینس) ایک مریض کو ہسپتال لے جانے کے لیے وہاں پہنچی تو سالار احرار مولانا فیصل متین سرگانہ نے سیکورٹی پر مامور احرار رضا کاروں کو ہدایت کی کہ وہ اجتماع گاہ سے ایمبولینس کو گزرنے کا راستہ فراہم کریں، سالار کی ہدایت کے فوری بعد ایمبولینس آسانی سے اجتماع گاہ سے گزر گئی۔ حافظ سید عطاء المحسن بخاری نے تلاوت قرآن کریم کی۔ ڈاکٹر شاہد کاشمیری نے کہا کہ فتنہ قادیانیت کی گمراہی بھٹکے ہوئے قادیانیوں کو برباد کر دیگی۔ قادیانیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو مان لو تمہاری دنیا و آخرت دونوں ہی سنور جائینگی۔ نبیرہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری نے کہا کہ قادیانیو! ہمارا تم سے جھگڑا صرف عقیدہ ختم نبوت پر ہے، اگر تم اسلام قبول کر لیتے ہو اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو مان لیتے ہو تو ہمارا تم سے جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ اعبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ 1976ء سے اب تک احرار چناب نگر میں پرامن طور پر رہ رہے ہیں مگر قادیانی ہمہ وقت سازشوں اور شرارتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کرتار پور راہداری کا منصوبہ قادیانیوں کو نوازنے کے لیے شروع کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ریاستی قانون کے مطابق قادیانیوں کو غیر مسلم آئینی حیثیت میں آنا ہوگا، انتظامیہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد نہیں کروا رہی، جس سے کشیدگی بڑھے گی۔ جامع مسجد احرار چناب نگر کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ قادیانیوں کو اسلام ٹرمپ سے نہیں اہل اسلام ہی سے ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اگر واقعی اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں خانقاہ گولڑہ، سیال شریف اور خانقاہ سراجیہ سے رجوع کرنا ہوگا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ میں ہی سیرتِ حسنین کا پیغام ہے، احرار قادیانیوں سے نفرت نہیں کرتے بلکہ ان کے باطل عقیدے کو مسترد کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیو! آج ہم پورے خلوص کے ساتھ اور اخلاق کے ذریعے تمہیں تمہارے دروازے پر چل کر اسلام کی دعوت دینے آئے ہیں اور آئندہ بھی تمہیں یہ پر خلوص دعوت دینے آتے رہیں گے۔ دعوت اسلام ریلی میں نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنان بخاری، حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل سرگانہ، ڈاکٹر عمر فاروق احرار، میاں محمد اویس نے بھی شرکت کی۔ اڈا چناب نگر میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے امیر مولانا الیاس چنیوٹی (ایم پی اے) نے دعا کروائی جب کہ قائد احرار جلوس میں شریک رہتے ہوئے مکمل سرپرستی فرماتے رہے جس کے بعد دعوت اسلام جلوس پرامن طور پر منتشر ہو گیا۔ جلوس میں مجلس احرار اسلام، تحریک طلباء اسلام، احرار سٹوڈنٹ فیڈریشن، شبان احرار کے کارکنان کثیر تعداد میں شریک تھے۔ احرار میڈیا ٹیم کے کارکنان بھائی محمد قاسم چیمہ، فرحان حقانی اور عدنان معاویہ نے جلوس اور کانفرنس کی مکمل کوریج کی اور دنیا بھر میں میسج ٹی وی کی وساطت سے مجلس احرار اسلام کے فیس بک پیج پر لائیو دکھایا گیا۔

جلوس انتہائی نظم وضبط کے ساتھ اپنی آخری منزل لاری اڈا چناب نگر کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں جانشین سفیر ختم نبوت مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے دعا کراوئی۔ قائدین نے احرار کے وفادار کارکنوں کو رخصت کیا۔ لاری اڈا چناب نگر پہ سید محمد کفیل بخاری کی اقتدا میں نماز عصر باجماعت ادا کی گئی۔ یوں 42ویں دوروزہ ختم نبوت کانفرنس اور جلوس دعوت اسلام بخیر وعافیت اختتام پذیر ہوئے۔ بعدازاں مرکزی نائب امیر، سید محمد کفیل بخاری، ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ نے ناظم اجتماع مولانا ضیاء اللہ ہاشمی اوران کے تمام معاونین کو کانفرنس کی کامیابی پر مبارک باد پیش کی۔

کانفرنس کی مختلف نشستوں سے قاری شبیر احمد عثمانی، سیف اللہ خالد، مولانا انیس الرحمٰن، حافظ محمد احسن دانش، حافظ محمد طیب، قاری محمد یوسف احرار، محمد قاسم چیمہ، سید سلیم شاہ، فرحان حقانی، حافظ محمد مقصود کاشمیری، مولانا سرفراز معاویہ، مولانا عتیق الرحمٰن علوی، مولانا مفتی سید سعد رضوی، عامر شہزاد، مولانا محمد طیب چنیوٹی، مولانا محمد سرفراز، مولانا وقاص حیدر ودیگر رہنماؤں اور مبلغین ختم نبوت نے شرکت وخطاب کیا۔ کانفرنس کے ناظم قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی، ناظم استقبالیہ مولانا محمد اکمل نے کانفرنس کے دیگر امور کی نگرانی کی اوران امور کو بخیر وخوبی سرانجام دیا۔ کانفرنس اور جلوس کے اختتام پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات ڈاکٹر عمر فاروق احرار نے درج ذیل ''قراردادیں'' پیش کیں:

قراردادیں

☆...... اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کرتے ہوئے پاکستان کو اسلامی نظام حیات کا گہوارہ بنایا جائے، نیز یہ اجتماع تمام دینی جماعتوں اور مذہبی حلقوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اسلامی نظام کے مطالبہ اوراس کے لیے جدوجہد کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل کریں۔

☆...... یہ اجتماع بھارتی حکومت کی جانب سے کشمیر میں انسانیت سوز مظالم کی بھرپور مذمت کرتا اور کشمیری بھائیوں کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے۔ اقوام متحدہ ودیگر عالمی اداروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ کشمیر میں تین ماہ سے نافذ کرفیو فی الفور ختم کرائیں۔ کشمیری عوام کو بنیادی انسانی سہولیات میسر کی جائیں۔ یہ اجتماع ہندوستان اوراس کے وزیراعظم نریندر مودی کے مسلم کش متعصّبانہ اقدامات اور مقبوضہ کشمیر میں ریاستی دہشت گردی کے مقابلے میں پاکستان کی کمزور خارجہ پالیسی، مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام کو ان کی لازوال جدوجہد آزادی میں تنہا چھوڑنے کی شدید مذمت اور کشمیریوں کے حق خودارادیت کی مکمل حمایت وتائید کرتا ہے۔

☆...... مجلس احرار اسلام پاکستان کا یہ اجتماع حکومت کی مایوس کن کارکردگی اوراس کی معاشی وسیاسی اور داخلہ وخارجہ پالیسیوں کی مکمل ناکامی کو ایک بدترین قومی المیہ قرار دیتا ہے۔ آئی ایم ایف کی ذلت آمیز شرائط کو قبول کر کے ملک کو داؤ پر لگا کر قوم کی اجتماعی خودکشی کا سامان کیا گیا ہے۔ مہنگائی کے منہ زور طوفان نے غریب سے جینے کا حق بھی چھین لیا ہے۔ یہ اجتماع ارباب اقتدار کے غریب کش اقدامات پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے حکمرانوں سے اصلاح احوال کا مطالبہ کرتا ہے۔

☆...... دستور پاکستان کی اسلامی دفعات اور توہین رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے متفقہ دستوری فیصلے بیرونی قوتوں کے شدید دباؤ اور اندرونی لابیوں کے بے بنیاد پراپیگنڈے کی زد میں ہیں۔ قانون توہین رسالت کو عملاً بے اثر کر کے توہین رسالت کے مرتکبین کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ ارباب بست وکشاد قومی ودینی غیرت کا مظاہرہ

کرتے ہوئے ان قوتوں کو دوٹوک جواب دے کر پاکستان کے آئین و دستور کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔ گستاخانِ رسول کو عبرتناک سزا دی جائے، تاکہ پھر کوئی بدبخت اس جرم کا ارتکاب نہ کر سکے۔ اسی طرح یہ اجتماع بیرونی دباؤ پر نصاب تعلیم سے اسلامی، تاریخی اور اخلاقی مضامین نکالنے کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔

☆...... احرار ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع ختم نبوت کو اسلام کی اساس قرار دیتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کو تمام نجی و سرکاری اداروں کے نصاب میں لازمی جزو بنایا جائے۔ چیئرمین سینیٹ کے اہم ترین منصب کے حلف نامہ میں ختم نبوت کے اقرار کی عبارت شامل کر کے ملک کے آئین کی پاسداری اور عمل داری کو یقینی بنایا جائے۔ تمام سول و عسکری اداروں کی کلیدی اسامیوں پر مسلّط قادیانیوں کو فی الفور برطرف کیا جائے۔ بیرونی ممالک کے پاکستانی سفارتخانوں میں موجود قادیانیوں کو نکال باہر کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع چناب نگر اور گردونواح میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی تبلیغی سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو امتناعِ قادیانیت ایکٹ کا پابند بنایا جائے اور ان کی آئین اور اسلام کے منافی تبلیغی و اشاعتی سرگرمیوں پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔ قادیانیوں کے ٹی وی چینل، اخبارات و جرائد اور رسائل کی اشاعت بند کی جائے اور پریس کو سیل کیا جائے۔ مسجد سے مشابہت رکھنے والی قادیانی عبادت گاہیں اور معبد مسمار کیے جائیں۔ بیرونی ممالک میں پاکستانی سفارتخانوں میں ختم نبوت سیکشن قائم کر کے امریکہ اور یورپی ممالک میں خاص طور پر قادیانی پروپیگنڈے کا سدباب کیا جائے۔ عسکری قادیانی تنظیم ''خدام الاحمدیہ'' کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔ چناب نگر کے باسیوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں تاکہ چناب نگر کے رہائشی انجمن احمدیہ کے تسلط سے آزاد ہو کر زندگی گزار سکیں۔

☆...... پاکستان کے مسلمانوں کا یہ نمائندہ اجتماع واضح کرتا ہے کہ مدارس و مساجد کی حریتِ فکر اور آزادی و خود مختاری کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا۔ ان مقدس اداروں کا تحفظ آخری سانس اور خون کے آخری قطرے تک کیا جائے گا۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دین کی ان تربیت گاہوں کو پابندیوں سے جکڑنے کی بجائے ان کی پاسداری و پاسبانی کو یقینی بنایا جائے۔

☆...... یہ اجتماع سعودی حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ وہ حج و عمرہ اور ورک ویزے کے درخواست فارم میں عقیدہ ختم نبوت کے حلف نامے کا اضافہ کرے تاکہ قادیانی حرمین شریفین میں داخل نہ ہو سکیں۔

☆...... یہ اجتماع عدالتی احکامات کے باوجود سوشل میڈیا پر توہین رسالت پر مبنی بے شمار مواد بدستور موجود ہے، قادیانیوں اور ملحدین کی ویب سائٹس مسلسل توہین آمیز مواد اپ لوڈ کر رہی ہیں، ایسی تمام ویب سائٹس کو بند کیا جائے۔ سوشل میڈیا پر ہونے والی گستاخیوں کا نوٹس لیا جائے اور گستاخی کرنیوالوں اور ان کے سہولت کاروں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

☆...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ دیگر اقلیتوں کے اوقاف کی طرح قادیانی اوقاف کو بھی سرکاری تحویل میں لیا جائے۔ ختمِ نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع آزاد کشمیر میں قادیانیوں کی بے روک ٹوک سرگرمیوں کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ آزادی کے اس بیس کیمپ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے اور انہیں قانون کے دائرے میں لایا جائے۔ دوالمیال (چکوال) میں قدیمی مینار والی مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کیا جائے۔ ضلع خوشاب کے حساس ترین علاقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔

چناب نگر میں دعوتِ اسلام کانفرنس، آنکھوں دیکھا حال!

محمد مقصود کشمیری

تحصیل پریس کلب کے سیکرٹری جنرل وقاص علی چوہدری کے ہمراہ چناب نگر میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ہر سال 12 ربیع الاول کو قادیانیوں کے مرکز ایوان محمود کے سامنے ہونے والی دعوت اسلام کانفرنس میں شرکت کے لیے ہفتہ 11 ربیع الاول کی صبح ڈڈیال سے براستہ موٹروے پنڈی بھٹیاں ہم مغرب کے وقت چنیوٹ پہنچے، تو وہاں سے ایک رکشے پر چناب نگر کی طرف روانہ ہوئے، احرار کے سرخ پوش کارکنان کے جلوس میں شرکت وہاں کے مناظر کو دیکھنے کی خواہش اور دل میں تڑپ کافی عرصہ سے تھی، نواسہ امیر شریعت مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ اور دیگر احرار قائدین کی پرخلوص محبت و دعوت کے باوجود شرکت کا موقع نہیں مل سکا۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں قادیانیت کا فتنہ ایک ایسا فتنہ ہے جسے اسلام و اہل اسلام کے لیے بلاشبہ خطرناک، مہلک اور بدترین قرار دیا جاسکتا ہے، گزشتہ چار دہائیوں سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام قادیانیوں کے کفر گڑھ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں ہر سال **12** ربیع الاول کو تحریک ختم نبوت **1953** کے دس ہزار شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے قائدِ احرار حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں ملک بھر سے اکابر علمائے کرام و مشائخ عظام سمیت احرار کے جانثاران کے علاوہ کارکنان ختم نبوت بھی شرکت کرتے ہیں۔ اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہوئے اسی جذبے اور شہدائے ختم نبوت کو خراج عقیدت کے سفر میں شریک ہونے کے لیے ہمارا چناب نگر شہر کا یہ پہلا سفر تھا، اس لیے عدم واقفیت کی بنا پر کانفرنس کی جگہ اور پنڈال کا علم نہیں تھا، اس سے قبل چناب نگر کے قریب مسلم کالونی میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے نائب امیر مولانا شبیر احمد عثمانی مدظلہ کے ہاں دو مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا تاہم احرار کے پروگرام میں پہلی مرتبہ حاضری تھی، جب ہم چناب نگر اڈے پر پہنچے تو وہاں پر جامع مسجد احرار کا مرکزی بورڈ دیکھا جس سے دل کو تسلی ہوگئی کہ ہم مرکز احرار کے قریب ہیں۔

چناب نگر، پاکستان کے ضلع چنیوٹ میں دریائے چناب کے کنارے وہ چھوٹا سا شہر آباد ہے جو نہ صرف قادیانی جماعت کا عالمی مرکز ہے بلکہ دنیا بھر کے قادیانیوں کے لئے اس کرہ ارض پر محبوب ترین مقام کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ اس شہر کا سابقہ نام ربوہ ہے، جسے بدل کر بعد ازاں چناب نگر رکھ دیا گیا، جہاں 95 فیصد آبادی قادیانیوں پر مشتمل ہے۔ یہاں قادیانیوں کا مرکزی ہیڈ کوارٹر قائم ہے اسی علاقے میں قادیانیوں نے اپنے تمام بڑے مراکز اور ریاست کے اندر اپنی الگ ریاست قائم کر رکھی ہے، پاکستان میں قادیانی جماعت کے تمام شعبہ جات اور تمام تنظیمات کو اسی شہر سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ہر ہر شعبے کے الگ الگ دفاتر قائم ہیں، مردوں کی تین تنظیمیں ہیں: (1) انصار اللہ۔ 40 سال سے اوپر کے مردوں کیلیے۔ (2) خدام الاحمدیہ 16 سال سے 40 سال تک کے مردوں کے لیے۔ (3) اطفال الاحمدیہ 15 سال تک کے بچوں کے لیے۔ اسی طرح عورتوں کی ذیلی تنظیمیں (1) لجنہ اماء اللہ 15 سال سے اوپر تک کی مستورات کے لیے۔ (2) ناصرات الاحمدیہ 15 سال تک کی بچیوں کے لیے ہے۔ مجلس خدام

الاحمدیہ 1938 میں قائم کی گئی۔ لجنہ اماءاللہ کی تنظیم 15 ستمبر 1922 کو اور مجلس انصار اللہ 26 جولائی 1940 کو قائم کی گئی۔

ایک ہزار اڑتیس مربع کلومیٹر کے دائرے پر محیط اس شہر کے مالکانہ حقوق جماعت احمدیہ کے پاس ہیں، وہ جب چاہے کسی کو گھر سے باہر کر سکتی ہے، یہاں جائیداد کی لین دین صرف جماعت احمدیہ سے ہی کی جاسکتی ہے، یہ شہر اس حساب سے عجیب ہے کہ یہاں کے مکین اپنے مکانوں میں رہنے کے باوجود انہیں اپنے گھروں کی شکل نہیں دے سکتے۔ یہاں کے مکینوں کو یہ خوف بھی ہمیشہ دامن گیر رہتا ہے کہ اگر مسلمان ہوئے تو نکال باہر کئے جائیں گے۔ چار دیواری اور چھت سے محروم ہو جائیں گے، حالت یہ ہے کہ ملبہ مکان والے کا ہے اور زمین انجمن تحریک جدید کی ملکیت ہے۔ جس شخص کے متعلق ذرا شبہ یا شکایت ملتی ہے اس سے زبردستی مکان خالی کرا لیا جاتا ہے یا اس کا سوشل بائیکاٹ کر کے اس پر ربوہ کی زمین تنگ کر دی جاتی ہے۔ آج اگر حکومت ربوہ کے مکینوں کو ان کے مکانوں کے مالکانہ حقوق دے دے تو رائل فیملی کے شہزادوں کے ستائے اور دکھیا ربوہ کے آدھے لوگ مرزائیت چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ معاملہ ایک دو گھروں کا نہیں، ایک دو محلوں کا بھی نہیں، پورے شہر کا ہے اور یہی نہیں، جماعت احمدیہ نے یہاں اپنا نظام انصاف اور عدالتیں تک قائم کر رکھی ہیں۔ کوئی بھی قادیانی شخص پولیس کچہری میں نہیں جا سکتا۔ یہاں مقدمے سنے جاتے ہیں، تاریخیں پڑتی ہیں اور سزائیں بھی دی جاتی ہیں، جن پر عملدرآمد بھی ہوتا ہے، یہاں کوئی ان کی مرضی کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا، تمام داخلی راستوں پر ان کے پہرے ہیں۔ خدام احمدیہ کے ماتحت نظارت امور عامہ کے لڑکے چناب نگر کی سیکورٹی کو کنٹرول کرتے ہیں، ہر طرف سیکورٹی کیمرے لگائے ہوئے ہیں جہاں چناب نگر میں ہونے والی تمام نقل و حرکت کو مانیٹر کیا جاتا ہے۔

مسجد احرار چناب نگر کے اس کفر گڑھ کے ساتھ متصل مضافاتی علاقہ میں واقع ہے، قائد تحریک ختم نبوت بطلِ حرّیت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی جماعت مجلس احرار اسلام پاکستان اس علاقہ میں ایک بڑا کمپلیکس بنا رہی ہے، جس کی خوبصورت جامع مسجد بڑی حد تک تکمیل کے قریب ہے۔ اس کے ساتھ ہی ڈسپنسری کا بھی افتتاح کر دیا گیا ہے، ہم عشاء کے قریب جب مرکز احرار کے مین گیٹ پر پہنچے تو سرخ قمیص پہنے ایک نوجوان جو سیکورٹی پر مامور تھا اسے اپنا تعارف کراتے ہوئے مرکز کے ناظم مولانا مغیرہ صاحب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ایک اور سرخ قمیص والے نوجوان کا بتایا کہ ان سے ملیں، جب ان کے قریب پہنچا تو وہ مولانا تنویر الحسن تھے جنہوں نے دیکھتے ہی پہچان لیا اور بڑے گرم جوشی سے استقبال کرتے ہوئے مہمان خانے میں لے گئے، مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد مولانا تنویر الحسن ہمیں طعام گاہ پر ساتھ لے کر جانے لگے تو باہر آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والے احرار کارکن محترم ظہیر فاضل بھائی جو راولاکوٹ سے ہر سال اس کانفرنس میں شریک ہوتے ہیں ان سے ملاقات ہوگئی، چنانچہ ہم تینوں نے کھانا کھایا اور نماز عشاء کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

اسی دوران مہمان خانے میں ایک بزرگ تشریف لائے تو ساتھ والے دوست نے بتایا کہ یہ بزرگ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ ہیں، حضرت کا نام تو کافی عرصہ سے سن رکھا تھا لیکن آج پہلی مرتبہ شرف ملاقات اور دیدار ہوا، کچھ دیر نشست کے بعد نماز عشاء مولانا پیر ناصر الدین خاکوانی صاحب کی امامت میں ادا کی اور پھر مسجد کے ہال میں منعقدہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں شریک ہوگئے، کانفرنس کے اختتام پر مجلس احرار اسلام کے نائب امیر نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ مہمان خانے میں تشریف لائے اور کافی دیر تک مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہا، سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ

انتہائی عاجزو انکساری کے پیکر اور ملنسار شخصیت ہیں، اس سے قبل بھی راقم کی کئی مرتبہ ان سے ملاقات ہوتی رہی، تاہم اس مرتبہ میرے ہمراہ نوجوان صحافی دوست وقاص چوہدری ساتھ تھے، جو پہلی مرتبہ اس طرح کی مجالس اور کانفرنس میں شریک ہوئے، پھر اکابرین احرار کی شفقت بھری ملاقات اور دوستانہ ماحول نے کام کرنے کے لیے مزید حوصلہ بڑھایا۔ مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ سے آزاد کشمیر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں اور تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کی کارگزاری پر بھی مشاورت و تبادلہ خیال ہوتا رہا، شاہ جی مدظلہ نے چناب نگر کی صورتحال، ایوان محمود کے سامنے جلوس، نو مسلمین کے حوالے سے مفید مشورے اور معلومات سے راہنمائی بھی کی، ملک بھر سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا ہمیں بتایا گیا کہ حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ بھی علالت اور بیماری کے باوجود ملتان سے ایمبولینس پر لیٹ کر پہنچ چکے ہیں، صبح پرچم کشائی کی تقریب اور پھر جلوس میں شریک ہوں گے۔

دوسرے دن فجر کی نماز کے بعد باہر پنڈال کا جائزہ لینے ہم نے اردگرد کا چکر لگایا، رات گئے سیکڑوں نئے مہمان دور دراز سے تشریف لا چکے تھے، اور جنگل میں منگل کا سماں تھا، مہمانوں کے کھانے اور ناشتے کا وسیع انتظام کیا گیا تھا، مرکز کی جانب سے اجتماعی کھانے کے انتظامات کے باوجود کچھ لوگوں نے انفرادی طور پر سٹال بھی لگا رکھے تھے، سات بجے تک کافی تعداد میں کارکنان ختم نبوت پہنچ چکے تھے، ہم دونوں ساتھی پھر نواسہ امیر شریعت سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ کے پاس ان کی قیام گاہ میں چلے گئے ان سے گپ شپ کا سلسلہ جاری رہا، شاہ جی مدظلہ نے اپنے ساتھ دسترخوان پر ناشتہ کرایا، قائدین احرار سمیت دیگر ختم نبوت کی جماعتوں کے اکابرین کے ساتھ آزاد کشمیر میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے سوشل میڈیا اور ٹیلی فونک رابطوں کا سلسلہ گزشتہ دو دہائیوں سے ہے، تاہم بالمشافہ ملاقات کا موقع کسی تقریب میں ہی میسر آتا ہے، مجلس احرار اسلام کے دیگر قائدین عبداللطیف چیمہ صاحب، ڈاکٹر عمر فاروق احرار صاحب، میاں اویس احرار سے بھی اسی کانفرنس میں شرف ملاقات نصیب ہوئی، اس دوران پرچم کشائی کی تقریب کے لیے تیاریاں مکمل ہو چکی۔

مرکز احرار میں مجلس احرار اسلام میں شامل ختم نبوت کے پروانے سرخ رنگ کی قمیص یا کرتا پہنے ہوئے پنڈال اور دیگر تیاروں میں مصروف تھے، سرخ رنگ لہو اور قربانی کی علامت ہے اور یہ قمیص یا کرتا پہن کر وہ اس عزم کا اعادہ کرتے ہیں کہ وہ ختم نبوت کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں، قائدین احرار سرخ لباس پہن کر سٹیج پر جلوہ گر ہو رہے تھے اور دوسری جانب سینکڑوں رضا کار احرار سرخ وردی میں ملبوس ہو کر سیکورٹی کے فرائض سرانجام دے رہے تھے، پرچم کشائی کی اس تقریب میں احرار کی مرکزی قیادت نے خطاب کیا اور کارکنوں نے اس عہد کی تجدید کی کہ وہ اسلام، وطن اور عقیدۂ ختم نبوت کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر دیں گے۔ اسی دوران وہیل چیئر پر وہاں ایک سفید ریش بزرگ سرخ کرتا پہنے تشریف لائے، جن کے آتے ہی احراری رضا کاروں نے ایک حصار بنا لیا، یہ بزرگ سید عطاالمہیمن شاہ بخاری تھے، یہ سید عطا اللہ شاہ بخاری کے سب سے چھوٹے صاحبزادے اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر ہیں، جنہیں سب احترام سے پیر جی کہتے ہیں۔ پیر جی سے ملنے کے لئے ارادت مندوں میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ مصافحہ کیا جائے تاہم ان کی بیماری اور ضعف کی وجہ سے رضا کاروں نے اپیل کی کہ کوئی بھی آگے نہ بڑھے، اس کے بعد حضرت پیر جی کی موجودگی میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سرخ ہلالی پرچم کی تقریب پرچم کشائی بھی ہوئی، جس میں سرخ پوش احرار رضا کاروں نے پاکستان اور احرار کے پرچم کو سلامی دی۔

پرچم کشائی کے بعد کانفرنس کی آخری نشست کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد دامت برکاتہم (خانقاہ سراجیہ) نے فرمائی، مولانا اسماعیل شجاع آبادی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا تنویر الحسن ، مولانا شبیر احمد عثمانی نائب امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، عبداللطیف چیمہ ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام، معروف صحافی و کالم نگار سیف اللہ خالد، سمیت دیگر رہنماؤں نے بھی خطاب کیا، رہنماؤں اور مبلغین ختم نبوت نے واشگاف الفاظ میں ان حقائق کا اظہار کیا کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین کی عمل داری کو یقینی بنائیں اور لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو ان کی آئینی و قانونی حیثیت میں رہنے کا پابند کریں، کانفرنس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت کے علاوہ عقیدہ توحید، عظمت صحابہ، اہل بیت اور حیات عیسی علیہ السلام، سیدنا مہدی علیہ الرضوان، اصلاح معاشرہ اور استحکام پاکستان کے موضوعات پر بھی خطابات ہوتے رہے، شہدائے ختم نبوت اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے جرات مندانہ کردار کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور تحریک ختم نبوت میں شامل تمام مکاتب فکر کے علما کا تذکرہ خیر بھی ہوتا رہا، کانفرنس کی مکمل کارروائی انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر بھی نشر ہوتی رہی۔

کانفرنس ختم ہونے کے بعد ملک بھر سے آئے ہوئے ہزاروں فرزندانِ اسلام، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشانِ احرار نے فقید المثال دعوتی جلوس نکالا۔ شرکائے جلوس محمد ہمارے بڑی شان والے، ختم نبوت زندہ باد، پاکستان زندہ باد، فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی، جیسے فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے، درود شریف اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے آگے بڑھے تو عجیب سماں بندھ گیا، طویل جلوس کے شرکا نے مجلس احرار اسلام کے سرخ ہلالی پرچم اٹھا رکھے تھے، تاحد نگاہ عاشقان رسول کا جلوس مکمل نظم وضبط کے ساتھ آگے بڑھنے لگا اور اسی طرح چلتے چلتے چناب نگر میں داخل ہو گیا، گلیوں میں پولیس اہلکار کسی بھی صورت حال سے نمٹنے کے لئے اسلحے کے ساتھ چوکنا کھڑے تھے اور ان کے پیچھے ذرا فاصلے پر قادیانی نوجوان ٹولیوں کی صورت میں موجود تھے ہمیں یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی کہ یہ نوجوان عام شہری نہیں بلکہ خدام الاحمدیہ کے تربیت یافتہ کارکنان ہیں جو اس وقت مشکل ترین ڈیوٹی پر تھے، جلوس کے راستے پر سوائے پولیس اہلکاروں کے اور کوئی نہ تھا، آس پاس گھروں کی چھتوں اور بالکونیوں سے چناب نگر کے مکین جلوس دیکھ رہے تھے اور اپنے فونوں سے تصاویر بنا رہے تھے۔ اسی طرح جلوس آگے چلتے ہوئے چناب نگر کے مین بازار کے عین وسط میں پہنچ گیا اور پھر قادیانیت کے مرکزی دفتر قصرِ محمود کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ یہاں نعروں کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا گیا، لیکن اس شدت میں کہیں بھی گالم گلوچ نہیں تھی، سب سے زیادہ تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ ہی بلند ہوتا، جس کا جواب کچھ ایسے جوشیلے انداز میں دیا جاتا کہ رگوں میں لہو دوڑ اٹھتا، دعوتی جلوس میں ہزاروں افراد کی پر جوش شرکت کے باوجود شہر میں امن وامان کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ جلوس مکمل طور پر پر امن رہا، سرکاری انتظامیہ اور پولیس نے سیکورٹی کے سخت انتظامات کر رکھے تھے، جب کہ احرار سیکورٹی کے رضا کاروں نے کوئی اشتعال انگیز نعرہ نہیں لگنے دیا۔

ایوان محمود کے سامنے قائد احرار حضرت پیر جی سید عطا المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ اور ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری نے قادیانیوں کو دعوتِ اسلام کا فریضہ دہرایا، رہنماؤں نے کہا کہ قادیانی ہماری درخواست پر اپنے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کے حالاتِ زندگی اور ان کی کتب کا مطالعہ کریں تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ قادیانیت اسلام کی ضد ہے، نواسہ امیر شریعت سید کفیل شاہ بخاری نے قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد اور پوری قادیانی جماعت کو اِسلام کی دعوت پیش کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیو! ہم تو تمہارے خیر خواہ اور ہمدرد بن کر یہاں آئے ہیں۔ تاکہ تم سلامتی کی راہ پر آ جاؤ اور مرزا قادیانی کے دھوکے اور گمراہی سے

نکل کر جنابِ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ڈھیر ہو جا، کیونکہ یہ راستہ جنت کی طرف جاتا ہے، جلوس کے اختتام پر چناب نگر اڈہ پر نماز عصر ادا کی گئی اور ممبر پنجاب اسمبلی مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے اختتامی دعا کرائی جس کے بعد شرکاء اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب کہ ہم دونوں ساتھی اپنے مشفق مہربان اور دیرینہ دوست مولانا شبیر احمد عثمانی (جامعہ عثمانیہ مسلم کالونی چناب نگر کے مہتمم اور نائب امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ) کی پرخلوص دعوت اور محبت پر ان کے گھر مسلم کالونی پہنچے تو نماز مغرب کا وقت قریب تھا، مولانا شبیر احمد عثمانی مدظلہ سے کافی عرصے سے شناسائی ہے اور گاہے بگاہے فون پر بات چیت ہوتی رہتی ہے، راقم کی دعوت پر کئی مرتبہ آزاد کشمیر کے علاقہ کوٹلی، مظفر آباد، باغ تشریف لا چکے ہیں، نماز مغرب قریبی مرکز جامعہ عربیہ میں ادا کرنے کے بعد جب گیٹ سے باہر نکلے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ سے ملاقات ہوئی، ان کے ساتھ مہمان خانے میں پہنچے، تعارف پر بڑی خوشی کا اظہار کیا، جامعہ عربیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر میں بڑا دینی و علمی ادارہ ہے جہاں سینکڑوں بچے دورہ حدیث اور تخصص تک تعلیم حاصل کرتے ہیں، بلاشبہ کفر کے گڑھ میں اتنا بڑا دینی ادارہ اہل اسلام کے لیے خوشی کا باعث ہے، مولانا شجاع آبادی سے تقریباً بارہ برس پہلے ملاقات ہوئی تھی، اس وقت ان کی عمر و صحت کافی حد تک بہتر تھی، اب نظر کی کمزوری کے ساتھ ساتھ بڑھاپے کے آثار بھی شروع ہو چکے ہیں تاہم پھر بھی دن رات عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری اور پہرے داری کے لیے سفر میں ہوتے ہیں۔ تھوڑی دیر نشست کے بعد ہم دوبارہ مولانا شبیر عثمانی کے گھر آ گئے، رات دیر تک مختلف امور پر گفتگو جاری رہی، مولانا قاری شبیر عثمانی صاحب کے بیٹے بھی اپنے والد کے شانہ بشانہ ختم نبوت کے کام میں شریک ہیں، ماہنامہ صدائے ختم نبوت کی اشاعت اور اس کی تیاری کا سارا کام حافظ سلمان عثمانی سرانجام دیتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ قومی اخبارات روزنامہ نوائے وقت، اوصاف اور روزنامہ اسلام میں بھی اپنی صحافتی سرگرمیاں سرانجام دیتے ہیں۔

رات مسلم کالونی میں مولانا شبیر عثمانی مدظلہ کے ہاں گزارنے کے بعد دوسری صبح فجر کی نماز کے بعد ناشتہ کیا اور ہم چناب نگر سے سات بجے والی گاڑی سے پنڈی واپسی کے لیے تیار ہو گئے، واپسی پر اپنے صحافی بھائی و دوست مولانا سلمان عثمانی اپنی گاڑی پر ہمیں چناب نگر اڈے پر چھوڑنے آئے تو انہوں نے راستے میں قادیانیوں کے سکولز اور دیگر مراکز کا تعارف کرایا، ہر طرف سیکورٹی کیمرے اور جگہ جگہ سیمنٹ کے بڑے بڑے بلاکس گلیوں میں رکھے ہوئے تھے، چناب نگر اڈے پر پہنچ کر سامنے دو قبرستان بھی دکھائے ایک طرف عام سادہ قبرستان اور دوسری جانب درختوں اور چار دیواری، سیکورٹی حصار میں دوسرا قبرستان جسے قادیانی بہشتی مقبرہ کہتے ہیں۔ اس قبرستان میں صرف اسی قادیانی کو دفن کیا جاتا ہے جو اپنے مال کا خاص حصہ قادیانی جماعت کو وقف کرتا ہے، قادیانیوں کے نزدیک اصل بہشتی مقبرہ قادیان میں ہے یہاں پر مردے کو امانت کے طور پر دفن کرتے ہیں تاکہ جب بھی اکھنڈ بھارت کا خواب پورا ہو یہ مردے قادیان کے قبرستان میں دفن کر دیئے جائیں، قادیانیوں کی یہ خواہش رہی ہے کہ اکھنڈ بھارت بن جائے تاکہ ان کی رسائی بھارت کے قصبہ قادیان ضلع گورداسپور تک ہو جائے۔ یاد رہے کہ قادیان کی زیارت کو قادیانی ظلی حج قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ اس طرح ہمارا دو دن کا مختصر سفر اختتام پذیر ہوا اور ہم واپس براستہ پنڈی اور ڈڈیال اس عزم کے ساتھ پہنچے کہ ان شاء اللہ ساری زندگی تحفظ ناموس رسالت کی چوکیداری سرانجام دیں گے۔

مرزا صاحب کی گل افشانیاں

(دوسری و آخری قسط)

شیخ راحیل احمد

حلال زادہ کون؟

مرزا صاحب کا اپنے خاص الخاص حوالی موالیوں (جنھیں قادیانی معاذ اللہ صحابی کہتے ہیں، ناقل) کی معیت میں عیسائیوں سے مباحثہ ہوا، جو پندرہ دن تک چلا اور مرزا صاحب کے بقول ان کے اندر روح القدس کے کام کرنے کے، خدا کے ارادہ مرزا صاحب کے ارادہ کے تحت ہونے کے اور کن فیکون کی طاقت ہونے کے باوجود بے نتیجہ رہا۔ سچے ہوتے تو نجران کے عیسائیوں کی طرح چند گھنٹے میں فیصلہ ہو جاتا۔ مقابلے پر عیسائیوں کی ٹیم پادری عبداللہ آتھم کی سرکردگی میں حصہ لے رہی تھی۔ اس وقت یہ قضیہ اتنا مشہور ہوا کہ سارے ہندوستان کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں۔ مرزا صاحب نے پندرھویں دن بغیر مخالف ٹیم سے مشورہ کیے مباحثہ کے اندر اعلان کر دیا اور کہا کہ عام بحث مباحثہ تو ہوتے رہتے ہیں، لیکن میں حیران تھا کہ مجھے خدا نے اس میں کیوں ڈالا ہے۔ مجھے خدا نے کہا ہے کہ اگر فریق مخالف آج کی تاریخ سے پندرہ ماہ کے اندر اپنے غلط عقائد سے توبہ نہیں کرے گا تو اس مدت میں ہاویہ میں بہ سزائے موت گرایا جائے گا اور خدا کی بات ٹلے گی نہیں۔ اگر نہ مرا تو میرے گلے میں رسہ ڈالا جائے، منہ کالا کیا جائے اور پھانسی دی جائے اور میرے دعوے جھوٹے سمجھے جائیں۔ اب جب عبداللہ آتھم مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق پندرہ ماہ (۵ ؍جون ۱۸۹۳ء سے ۵ ؍ستمبر ۱۸۹۴ء تک) کے اندر نہ مرا تو نہ صرف یہ کہ اپنی اس جھوٹی پیشگوئی پر شرمندہ ہوتے، توبہ کرتے، الٹا اپنے آپ کو بزعم خود تاویلوں اور جھوٹ کے سہارے سچا قرار دینا شروع کر دیا بلکہ اتنے تلخ لہجے میں ان سب لوگوں کا ذکر کیا جنھوں نے اس حقیقت کا اظہار بھی کیا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی، اس کے علاوہ کئی قریبی ساتھی نہ صرف ان کو چھوڑ گئے بلکہ عیسائی بھی ہو گئے۔ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ''اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم و حیا کو کام میں نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے، ان کا اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں''۔ (انوار الاسلام، رخ جلد ۹، ص: ۳۱)۔ مرزا صاحب کے فتح کے اپنے پیمانے ہیں اور جو ان پیمانوں اور فیصلوں کو تسلیم نہ کرے، وہ ان کی نظر میں صرف بے شرم و بے حیا ہی نہیں بلکہ ولد الحرام ہے، کیا اللہ کے بنائے ہوئے نبیوں کی زبان اور تحریر کا اور سوچ کا یہی معیار ہوتا ہے؟ کیا یہ بیان کردہ مثالیں مرزا صاحب کے اپنے ہی بیان کردہ معیار امام الزمان کے مطابق ہیں؟

مخالفین کو اکسانا:

مخالفوں کو مزید کس طرح مشتعل کیا جاتا ہے کہ پہلے اپنی کتاب کو قرآن شریف قرار دیتے ہیں بالواسطہ طور پر، اس

کے بعد دوسروں کو گالی نکال کر اپنے رسالے کا جواب لکھنے کے لیے اکساتے ہیں، اگر قرآن شریف کو ہی خیال کر لیا یا نعوذ باللہ مرزا صاحب کے مطابق ان کی وحی قرآن کریم کے برابر ہے، کچھ لمحوں کے لیے قرآن کی تشریح بھی سمجھ لیں تو کیا مخالفین کو اکسا کر، اشتعال دلا کر اور برے الفاظ کہہ کر جواباً گالیاں تو لے سکتے ہیں مگر علمی بحث نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی معقول جواب مل سکتا ہے۔

☆ ارشاد مرزا ہے ''ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا یا تو اس کے بعد دروغ گوئی اور افترا سے باز آ جائے گا یا ہمارے اس رسالہ جیسا رسالہ بنا کر پیش کرے گا''۔ (نور الحق، رخ جلد ۸، ص: ۱۶۳)۔ اب بتائیں کیا کوئی شریف آدمی ان کو یہ حوالہ پڑھ کر جواب دینا بھی پسند کرے گا۔ بعد میں اس طرح اکثر یہ دعویٰ کرتے رہے کہ میری کتاب کا جواب چونکہ کسی نے نہیں دیا اس لیے یہ ایک علمی فتح ہے اور مخالفین کا منہ بند ہو گیا ہے۔

☆ اس طرح کی تعلیوں سے تنگ آ کر جناب پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے ''سیف چشتیائی'' نامی رسالہ لکھا۔ وہ رسالہ دیکھتے ہی مرزا جی نے جو ارشاد کیا، وہ تاریخ میں محفوظ ہو گیا، ملاحظہ کیجیے: ''مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ، ناقل) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی''۔ (اعجاز احمدی، رخ جلد ۱۹، ص: ۱۸۸)

اپنی گالیوں کا خود نشانہ:

بعض دفعہ انسان دوسروں کو گالیاں دے رہا ہوتا ہے، لیکن اس کو خیال نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی اس کی لپیٹ میں آ رہا ہے، اب جو حوالے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا وہ اسی قسم کے ہیں۔

☆ مرزا صاحب فرماتے ہیں ''میری دعوت سب نے قبول کی اور تصدیق ماسوائے کنجریوں کی اولاد نے''۔ (آئینہ کمالات اسلام، رخ جلد ۵، ص: ۵۴۷۔۵۴۸)۔ اصل عبارت عربی میں ہے، جماعت کے علماء کے سامنے جب یہ حوالہ پیش کیا جاتا ہے تو وہ اس کا ترجمہ بری عورتیں یا بدکار عورتیں کرتے ہیں، یہ علیحدہ بات ہے کہ صرف جماعت کے عام لٹریچر میں ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب کی اپنی کتابوں میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں، جہاں وہی ترجمہ کیا گیا ہے جو ہم نے دیا ہے۔ حوالہ کے لیے روحانی خزائن، جلد ۱۲، ص: ۲۳۲۔۲۳۵......اور روحانی خزائن جلد ۱۶، ص: ۳۷۱۔۴۲۷ دیکھیں۔

☆ اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب کی پہلی بیوی (پھجے دی ماں) اور ان کے بطن سے پیدا ہونے والے مرزا صاحب کے حقیقی دونوں بیٹوں (مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد) نے مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا اور ان پر ایمان نہیں لائے، اور مرزا صاحب کی یہ بیگم ان کے ماموں کی لڑکی تھیں اور ان کی والدہ کی بھتیجی اور ان کے نانا کی بیٹی اور پردادا کی پڑنواسی تھیں۔ اب اس حساب سے مرزا صاحب کے اپنے ارشاد کے مطابق وہ کیا ہوئیں؟ اور مرزا صاحب کے بیٹے کیا ہوئے؟ اور مرزا صاحب ان رشتوں کے حساب سے خود کیا ہوئے؟ ہم جماعت کے کیے ہوئے معنی بھی لیں تو کم از کم مرزا صاحب اور ان کے اہل و عیال برے یا بدکار لوگوں کی اولاد ہیں۔ برے اور بدکار تو ولی بھی نہیں ہو سکتے کجا نبوت کے دعوے دار بنیں۔

☆ دوسری جگہ فرماتے ہیں ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اوران کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئی ہیں''۔
(نجم الہدیٰ، رخ جلد۱۴ص:۵۳)

مرزا صاحب نے اپنے لٹریچر میں جگہ جگہ اپنے خاندان اور چچا زاد بھائیوں کو اپنا دشمن قرار دیا ہے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ کیا میرے کنبہ، کیا میرے عزیز واقارب مجھے میرے دعوؤں میں مکار خیال کرتے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ تمام کنبہ اور رشتہ دار دشمن ہیں، اب جس کے اپنے خاندان میں سب کے سب بیابانوں کے خنزیر ہوں اور عرتیں کتیوں سے بڑھی ہوں، اس خاندان سے ایک خود ساختہ جعلی نبی کی جدی نسبت ہی ہوسکتی ہے، مگر کسی نبی اللہ کی نہیں۔

☆ مزید جب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں کہ ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اوران کے حقائق ومعارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور زنا کار عورتوں کی اولاد کے سواسب لوگ مجھے قبول کرتے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ اس مجہول شخص کے نزدیک سوائے اس کے ماننے والوں کے سب حرامزادے ہوئے۔اور یہ گالی حرامی یا حرامزادہ یاولد الحرام تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی الہامی وخاندانی گالی ہے اوران کی کتابوں میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہے۔

☆ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ '' یک خطا، دوخطا سوم مادر بخطا یعنی جو تیسری مرتبہ بھی خطا کرتا ہے اس کی ماں زنا کار ہوتی ہے''۔(نورالاسلام، رخ جلد۹ص:۳۲)۔اور خاص بات یہ ہے کہ پہلی دوایڈیشنوں میں اس طرح لکھا ہے، جس طرح ہم نے حوالہ دیا ہے مگر روحانی خزائن کے جدید سیٹ میں سوم مادر بخطا کے بعد کی عبارت نہیں لکھی اور وہ جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے۔اوپر سے کس دیدہ دلیری اور ڈھٹائی سے جماعت احمدیہ کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم مرزا صاحب کی کتابوں میں تحریف نہیں کرتے۔

ہم عصر علماء کے بارہ میں نادر خیالات:

مرزا صاحب کے اپنے ہم عصر علماء اور دوسروں کے بارے میں کچھ مزید نادر خیالات سے مستفید ہوں، لیکن اس سے قبل مرزا صاحب کا یہ ارشاد بھی ذہن میں رکھیں۔فرماتے ہیں:

''فیوض وبرکات کا چشمہ علماء ہوتے ہیں۔جن کے ذریعہ عام مخلوق ہدایت پاتے ہیں''۔(ملفوظات، جلد۶ص:۳۴۸، حاشیہ)۔

اب نادر خیالات کو بھی دیکھ لیجیے اور مت بھولیے کہ مرزا صاحب نے کبھی دشنام دہی کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا۔

☆ ''اور جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا''۔(نزول المسیح، رخ جلد۱۸ص:۳۸۲)

☆ ''اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے، سفیہوں کا نطفہ۔بد گو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے، جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے''۔
(حقیقت الوحی، رخ جلد۲۲ص:۴۴۵)

☆ یہاں پوری قوم کورگڑ رہے ہیں۔''مگر یہ نابکار قوم حیا اور شرم کی طرف رخ نہیں کرتی''۔
(ضمیمہ انجام آتھم، رخ جلد۱۱ص:۵۴)

☆ ''اے عورتوں کی عار ثناء اللہ''۔(اعجاز احمدی، رخ جلد۱۹ص:۱۹۶)

☆ ''اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل''۔(اعجاز احمدی، رخ جلد۱۹ص:۱۹۳)۔

☆ ''اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی اور ہامان سے مراد نو مسلم سعد اللہ ہے''۔
(ضمیمہ انجام آتھم، رخ جلد ۱۱، ص:۵۴)

☆ **" آخرهم شيطان الاعمى والغول الاغوى يقال له رشيد الجنجوهى وهو شقى كالامروهى ومن الملعونين "**. (انجام آتھم، رخ جلد ۱۱، ص:۲۵۲)۔ ترجمہ: ان میں سے آخری شخص وہ اندھا شیطان اور بہت گمراہ دیو ہے، جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ امروہی (مولانا احمد حسن امروہی، ناقل) کی طرح شقی اور ملعونوں میں سے ہے۔

☆ ''پس اے بدذات دشمن اللہ رسول کے''۔ (ضمیمہ انجام آتھم، رخ جلد ۱۱، ص:۳۳۴)

☆ مشہور شیعہ بزرگ و عالم جناب علی حائری کے بارے میں فرماتے ہیں: ''اور جب میں نے علی حائری کو جو سب سے جاہل تر ہے، دیکھا تو کہا......''۔ (اعجاز احمدی، رخ جلد ۹ ص:۱۸۶)

☆ ''اے بدذات فرقہ مولویاں......(انجام آتھم، رخ جلد ۱۱، ص:۲۱، حاشیہ)

ان گالیوں پر انسان کیا تبصرہ کرے۔ گالیاں مرزا صاحب کی ہر کتاب میں سے مل جائیں گی، جن سے مرزا صاحب کی ذہنی کیفیت آشکارا ہوتی ہے! کیا یہ دشنام دہی نہیں؟ کیا یہ منہ سے جھاگ نکلنا، آنکھیں نیلی پیلی ہونا نہیں؟ کیا قرآن کریم کی آیت اور اخلاق کے مطابق عمل ہے جس کا ذکر اوپر حوالوں میں کر چکے ہیں؟

قادیانی دستو! ہمیں پتہ ہے کہ پہلا جواب تم لوگوں کا یہ ہوگا کہ علما نے پہلے گالیاں نکالی ہیں۔ اگر مان بھی لیں تو علما اور داعیٔ نبوت کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ علما غلطی کر سکتے ہیں مگر نبی نہیں۔ ایک شرارتی بچہ تمھیں گالی نکالے یا پتھر مارے تو کیا تم بھی اس سے بڑھ کر گالی نکالو گے اور اس کے سر میں اینٹ مارو گے؟ یا پھر سوچو گے کہ وہ تو بچہ ہے میں بڑا ہوں، درگزر کروں یا کم از کم سمجھانے کے لیے احسن راستہ اختیار کروں؟ ایک عالم اور نبی کے درمیان بھی بچے اور بالغ والا فرق ہی ہوتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔ بحوالہ بخاری و مسلم۔ اب حدیث کی روشنی میں مرزا صاحب کیا ہوئے؟ کیا ایک شخص جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہونے کا دعوے دار ہو، اس کا یہی طور طریقہ ہونا چاہیے؟

انگریز عدالتیں:

ایک دو مزید حوالے انگریزوں کی عدالتوں کے شاید آپ کے لیے دلچسپی کا باعث ہوں، وہ انگریز جس کی کاسہ لیسی میں مرزا صاحب نے انتہا کر دی، بلکہ انتہا کے بھی ریکارڈ قائم کیے ہیں اور خوشامد میں ذلت کی پستیوں تک پہنچے ہیں اور اپنی اس پستی کی وجہ انگریزوں کی دیانت اور انصاف کے قصے بیان کیے۔

اس انگریز کی عدالت، جس کے مجسٹریٹ کو مرزا صاحب نے اس کے انصاف کی وجہ سے، اس زمانے کا انصاف کرنے والا پیلاطوس قرار دیا ہے، مرزا صاحب کے بارے میں وہ کیا کہتا ہے؟

''غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انھوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دیے ہیں، باضابطہ طور پر

متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کیے ہیں۔ جن سے ان لوگوں کی ایذا مقصود ہے، جن کے مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں...... جو اثر اس کی باتوں سے اس کے باعلم مریدوں پر ہوگا، اس کی ذمہ داری انھی پر ہوگی اور ہم انھیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ میانہ روی اختیار نہ کریں گے، وہ قانون کی رو سے بچ نہیں سکتے، بلکہ اس کی زد کے اندر آ جاتے ہیں۔ دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، گورداس پور ۲۳/اگست ۱۸۹۷ء''

یعنی کہ یہاں صرف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اشتعال پھیلانے والی تحریریں شائع کرتے ہیں اور ان کے پیش نظر دوسروں کے لیے ایذا رسانی ہوتی ہے۔ اب مجھے قادیانی دوست بتائیں کہ نبی اشتعال پیدا کرنے آتا ہے یا امن کرنے؟ نبی ایذا رسانی کے لیے آتا ہے یا عافیت دینے کے لیے؟ اور کیا نبی کی یہی اخلاقی حالت ہوتی ہے کہ اس کو عدالت سزا کا خوف دلا کر دوسروں کی ایذا رسانی سے باز رکھنے کی کوشش کرے؟

ایک دوسری عدالت میں (ڈپٹی کمشنر جے ایم ڈوئی کی عدالت) میں ایک اقرار نامہ لکھا، اس اقرار نامہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ ''مرزا غلام احمد صاحب آئندہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو بطالوی نہیں لکھیں گے اور وہ (مولوی بٹالوی صاحب) قادیان کو کادیان نہیں لکھے گا''۔ خدا کے لیے سوچو کہ کیا ایک نبی اتنا گر سکتا ہے کہ بچوں کی طرح نام بگاڑتا پھرے اور پھر عدالت کے حکم پر باز آئے؟

کیا پھر عدالتوں کے احکام کے باوجود دشنام طرازیوں سے کنارہ کشی کر لی؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۰۴ء میں پھر تیسری مرتبہ عدالت نے مرزا جی کو وارننگ دی اور پہلی دونوں عدالتوں کا اپنے فیصلہ میں حوالہ دیا۔

ڈھٹائی کا عالم:

یہ اس نبی کا حال ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ ''ان (علماء، ناقل) نے مجھے ہر طرح کی گالیاں دیں مگر میں نے ان کو جواب نہیں دیا''۔ (مواہب الرحمٰن، رخ جلد ۱۹، ص: ۲۳۶)۔ اگر جواب نہیں دیا تو یہ حال ہے اور اگر جواب دیتے تو پتا نہیں کیا کرتے؟

فہرست:

قادیانی جماعت کے مربیوں نے (یہودیوں کے ربی ہیں دراصل۔ اور یہ م اختصار ہے مہا کا، یعنی مہاربی مطلب یہ نکلا مربی کا بڑے یہودی مولوی) ایک فہرست مرتب کی ہوئی ہے کہ یہ گالیاں قرآن شریف میں ہیں، یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیں۔

یہاں سوال یہ نہیں ہے کہ قرآن شریف میں گالیاں ہیں۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، کسی انسان کی نہیں، جس سے جواب طلب کریں۔) مرزا صاحب کا ایک شعر ہے کہ ''تیرا صحیفہ چوموں، قرآن کے گرد گھوموں کہ کعبہ میرا یہی ہے''۔ اس شعر سے جو دوسرے مغالطے ہیں، ان پر اس وقت بات نہیں ہو رہی، بلکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گالیوں والی کتاب کو مرزا صاحب چوم رہے ہیں اور اس کو کعبہ بنا کر گھوم رہے ہیں۔ برکت کے لیے یا گالیاں سیکھنے کے لیے؟ اگر

برکت کے لیے تو قرآن کریم میں کوئی گالی نہیں اور یہ قادیانیوں کی قرآن پاک پر جھوٹا الزام اور ناپاک جسارت ہے۔لیکن اگر قادیانی اس بات پر قائم ہیں کہ قرآن کریم میں گالیاں ہیں تو مرزا کا گالیوں کو کعبہ بنانا کیا پیغام دیتا ہے کہ یہ نبی قادیانی کا ایک نام نبی گالیانی بھی ہے۔

یہاں سوال یہ بھی نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گالیاں دی ہیں یا نہیں۔لیکن قادیانیوں نے اس کو اٹھایا ہے۔ایک طرف تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آقا قرار دیتے ہیں یہ قادیانی حضرات، اگر واقعی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آقا ہیں تو ان کے اوپر ایک بے بنیاد اعتراض ہمارے سامنے کیوں؟ قادیانیوں کے نزدیک ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں، تو کیا کوئی غیرت مند غلام اپنے آقا کے منکروں کے سامنے جا کر یا غیرت مند اولاد اپنے باپ کے منکروں کے آگے جا کر اپنے آقا یا باپ کی بدخوئی کرتے ہیں، کیا اپنے باپ کے منکروں کو بتاتے ہیں کہ اے منکرو! ہمارے باپ کا کام گالیاں دینا ہے، تُف ہے تم پر ایسے جواب دینے والے بے غیرتو۔اچھی باپ اور آقا کی عزت بنانے کے دعوے دار ہو؟ اور اگر یہ بات نہیں تو تمھارا حُبِ رسول غلط ہے اور تم مرزا غلام اے قادیانی کے چیلے ہو، جو کہ دشمن شرافت، دشمنِ ایمان، دشمنِ قرآن ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نعوذ باللہ محمد کی دوسری بعثت قرار دیا ہے۔ یہ جواب دو کہ یہ بعثت نعوذ باللہ گالیوں والے کی ہے؟ دوسری بعثت کا نظریہ ایک بہت بڑا جھوٹ اور مرزا صاحب کا فراڈ ہے،لیکن یہ موقع اس پر بحث کا نہیں، صرف مرزا صاحب کے بیان پر سوال ہے۔اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی بعثت مراد ہے تو تمھارا گالیوں والا الزام بے بنیاد، بہتان، جھوٹ، خباثت کی بدترین قسم ہے، اور اگر وہ مراد نہیں تو پھر گالیوں والے کسی پیغمبر کے پیروکار یا بعثت ثانیہ، ثلاثہ، چہارم وغیرہ ہیں تو جائز ہے کہ مرزا صاحب ساری عمر گالیاں دیتے رہے اور اس طرح اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کرتے رہے۔

قادیانی مربیو، اور ان کے پیچھے بھیڑ کی طرح بغیر سوچے سمجھے چلنے والو! اصل بات یہ ہے کہ!

☆ قرآن کریم نے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کوئی اور کہیں سخت الفاظ استعمال کیے ہیں تو کسی ایک خصلت کو ظاہر کرنے کے لیے۔

☆ دوسرے ایک یا دو الفاظ ایک وقت میں نہ کہ ایک ہی سانس میں دس دس بیس بیس گالیاں۔

☆ اور تیسرے کسی کا خاص کا نام لے کر نہیں بلکہ عمومی رنگ میں۔

☆ اور چوتھے کسی ذاتی رنجش اور دکھ کے جواب میں گالی نہیں دی، بلکہ جو لوگ رسول اکرم کو بے انتہا دکھ دیتے رہے وہ ان کے لیے بھی رحمت کی دعا کرتے رہے۔

اصل سوال اس مضمون کا یہ ہے کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ امام الزمان ہیں! بطور امام الزمان کے وہ گالی کا جواب بھی نہیں دے سکتے، کجا یہ کہ خود کسی کو گالی دیں۔مزید برآں ان کا دعویٰ بھی ہے کہ انھوں نے کبھی دشنام دہی نہیں کی اور نہ ہی جواب میں کسی کو گالی دی! کیا مرزا صاحب نے ابتداءً، یا جواب میں ہی سہی...... گالیاں نکالی ہیں یا نہیں؟

☆ قندِ مکرر کے طور پر بطور یاد دہانی پھر مرزا صاحب کے الفاظ میں ہی عرض کرتے ہیں ''قوت اخلاق...... چونکہ

اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا کہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے۔ اور جو امام الزمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح بھی امام الزمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس پر آیت ''اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ'' کا پورے طور پر صادق آجانا ضرور ہے''۔

اس سے قبل دیے گئے حوالہ جات ثابت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے فتوے اور دیے گئے معیار کی رو سے امام الزمان نہیں ہیں۔ جو لوگ اس کردار و اقرار اور ثبوت کی موجودگی کے باوجود بھی ان کو امام الزمان سمجھتے ہیں تو ہم صرف ان سے یہی درخواست کریں گے کہ ''اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ'' (نساء:۸۲) پس تم کیوں نہیں غور کرتے؟ مرزا غلام اے قادیانی کیسے عکس رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے دعوے دار ہیں، کیسے محمد ثانی ہونے کے مدعی ہیں (نعوذ باللہ)؟ کہ ذرا ذرا سی بات پر آپ سے باہر ہو کر بھٹیارنوں کی طرح نہ صرف شخصیتوں کو بلکہ اس علاقے کی زمین کو بھی تا قیامت ملعون قرار دے رہے ہیں؟

جس کے بروز ہونے کا ظل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ تو سراپا رحمت تھے۔ وہ تو رحمت اللعالمین تھے، ان پر راستے سے گزرتے ہوئے گند پھینکنے والی ایک دن موجود نہیں تھی، اس کو بجائے برا بھلا کہنے کے اس کا حال پوچھنے چلے گئے، اور یہاں مرزا صاحب گالیاں نکال رہے ہیں اور جواب دے رہے ہیں۔ بلکہ آئندہ بھی گالیوں سے فنا کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ دوسرے مذاہب کے ساتھ جو سلوک مرزا صاحب نے کیا ہے اس کے نتیجے میں بعض بدنصیب آریوں اور ہندوؤں، عیسائیوں نے جو گند اچھالا ہے اور اچھال رہے ہیں، وہ دنیا بھر کے مسلمان بھگت رہے ہیں کہ قادیانی جماعت کا اسلام سے تعلق نہ ہونے کے باوجود اپنا مسلمان ہونے کا پروپیگنڈا کرنے کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے لوگ لاعلمی میں زندیقوں کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں۔

اگر مرزا صاحب مسلمان ہیں تو اسلام کے اندر کسی نئے نبی و رسول کی گنجائش نہیں، اس لیے مرزا صاحب کے دعوے غلط ہیں یا وہ مسلمان نہیں۔

لیکن اگر چند لمحے کے لیے مرزا صاحب کو مسلمانوں کا نبی ہی سمجھ لیں تو کیا یہ رویہ ایک نبی کا......نبیوں کے مثیل کا......رسول کریم کی پیشگوئیوں کے مصداق کا......اُن کے ظل وعکس کا ہوسکتا ہے ہے یا ہونا چاہیے؟

مرزا صاحب نے دوسرے مذاہب اور ان کی کتابوں، خداؤں، نبیوں کے بارے میں جو خامہ فرسائیاں کی ہیں، وہ ایک علیحدہ اور تفصیلی باب بلکہ کتاب کا متقاضی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو آئندہ کسی دوسرے مضمون میں۔

چھوٹی سی مثال:

صرف ایک چھوٹی سی مثال بطور جھلک کہ مرزا صاحب کے دوسرے مذاہب پر اعتراضات کیسے ہیں؟ کیا علمی اعتراضات ہیں یا محض اعتراض کے نام پر اپنے خُبث کا اظہار کر رہے ہیں؟

☆ مرزا صاحب آریوں کے خدا کے متعلق فرماتے ہیں'' آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہوتا ہے، سمجھنے

والے سمجھ جائیں''۔(چشمہ معرفت، رخ جلد۲۳،ص:۱۱۴)

مرزا صاحب کے دماغ کی رسائی یہاں تک ہی تھی کہ کتاب کا نام چشمہ معرفت ہے اور اس میں جس بات پر زور ہے وہ ہے ''ناف سے دس انگل نیچے''۔ کیا مرزا صاحب کا چشمہ معرفت ناف سے دس انگلی نیچے تھا، کیا یہ کوئی علمی اعتراض ہے، یا مرزا صاحب کے (اپنے اعترافی بیان کے مطابق ان کو چوڑھیوں، کنجریوں سے) ذاتی تجربہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا اعتراض ہے؟

مرزا صاحب کا حال بقول شاعر یہی ہے کہ ؎

ناوک نے تیرے کوئی صید نہ چھوڑا زمانے میں

مرزا صاحب کے کلام کے صرف چند نمونے ہی پیش کیے گئے ہیں۔

قادیانی عزیز اور دوستو سے سوال کرتا ہوں کہ آیا مرزا غلام احمد بانی جماعت قادیانی اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں؟ کیا ایک نبی اللہ دوسرے مذاہب والوں کو اخلاقی طور پر اتنا گر کر بھی نشانہ بنا سکتا ہے؟ ہر شریف اور انصاف پسند ایمان دار آدمی کا جواب ہوگا کہ یقیناً نہیں، یقیناً نہیں، یقیناً نہیں۔

کیا یہ اس اخلاق اور کریکٹر کے ساتھ جو کہ ہم سطور بالا میں مع ثبوت پیش کر چکے ہیں، اس مقام پر جائز ہو سکتے ہیں، جس کا اُن کو دعویٰ ہے؟ کیا یہی امام الزمان ہیں جن کی خبر سب نبیوں نے دی تھی؟ اگر تو اخلاق سے عاری امام الزمان کی بات یا خبر تھی تو پھر ان ہی کے لیے تھی۔ لیکن اگر مقرب خدا کی خبر تھی تو پھر احمدیو ایک بار پھر دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دو کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب کا کریکٹر، مرزا صاحب کے اپنے بھی بتائے ہوئے معیار کے مطابق بھی ایک امام الزمان کا ہی کریکٹر ہے؟ کیا نبی اللہ، مہدی، مسیح، مجدد، کسی سمجھ دار آدمی کا بھی کریکٹر گالیوں کی مشین گن چلانے کا ہوتا ہے؟ اور اوپر سے یہ تعلّی کہ ''خدا وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا''۔ (اربعین ۳، رخ جلد ۱۷، ص: ۴۲۶)۔ کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو گالیاں دینے، غلط کام کرنے اور پھر نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ اس کا انکار کرنے کی تہذیب دے کر اپنے مقربین کو بھیجتا رہا؟ آپ اگر باضمیر ہیں تو آپ کا یہ فیصلہ ہوگا کہ مرزا صاحب کے کریکٹر والے بندے نہ تو خدا کے مقرب ہو سکتے ہیں اور نہ ہی امام الزمان اور نہ ہی شریف آدمی!

ان خود ساختہ رسول صاحب کے تہذیب و اخلاق کے نمونے آپ نے دیکھ ہی لیے ہیں اور ایسے نمونے ان کی تمام کتابوں میں کافی زیادہ موجود ہیں۔ مزید کیا کہوں، بہتر یہی ہے کہ میں مرزا صاحب کے ہی ایک شعر پر اس بات کو یہاں بند کرتا ہوں۔ ؎

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، رخ جلد ۲۰، ص: ۴۵۸)

فاعتبروا یا اولی الابصار

بیانِ صادق......من جانب مجلس احرار بہ جواب جماعت اسلامی، بہ سلسلہ تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء

(دوسری و آخری قسط) ماسٹر تاج الدین لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

مودودی صاحب کی جماعتی عقیدت:

بحث معقول ہو۔ اصولی اعتراضات ہوں۔ نیتوں کا خلوص معاملہ سلجھانے کی راہیں تلاش کرتا ہو تو مشکل مراحل بھی طے ہو جاتے ہیں، مگر جہاں جماعتی عصبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہو، دوسرے انسان کم درجہ کے نظر آنے لگیں اور طبیعت یہ فیصلہ کر ہی لے کہ اپنے سوا کسی اور کو خواہ وہ کتنا بلند پایہ کیوں نہ ہو، اپنا بڑا مان کر کسی کے ساتھ یا کسی کو رہنما مان کر چلنا ہی نہیں تو پھر مشکلات ہی مشکلات اور تباہیاں مقدر ہو جایا کرتی ہیں۔ اس میٹنگ میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اقتدار اور عصبیت کے گرداب میں غوطہ کھا رہے تھے۔ جب اجلاس میں تقریباً جمود طاری ہو گیا تو مولانا محمد علی صاحب نے مجھے فرمایا کہ اب کیا کریں؟ جماعتِ اسلامی کے امیر تو گل محمد بنے بیٹھے ہیں۔ میں خود بھی حیران تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب کیا ہوگا۔ بالآخر میری طبیعت نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ضد کے سامنے سے ہٹ جانا ہی مناسب ہے، چنانچہ میں نے مولانا محمد علی صاحب اور شمسی صاحب سے جو میرے قریب ہی بیٹھے تھے، عرض کیا کہ بھئی مولانا مودودی صاحب ضد کرتے ہیں تو کریں۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اگر اپنی غلط پوزیشن پر اڑ گئے تو انھیں کرنے دیجیے یہ کیا کرتے ہیں۔ ایک جماعت کے امیر ہوتے ہوئے اگر یہ محسوس نہیں کرتے اور سب کمیٹی کے حدود اختیار سے باہر قدم رکھ رہے ہیں تو انھیں من مانی کر لینے دیجیے۔ یہ نہ تو مولانا احتشام الحق صاحب کی بات پر کان دھرتے ہیں اور نہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہیں۔ ہم ان سے کب تک الجھیں۔ سوئے ہوئے انسان کو جگایا جا سکتا ہے مگر جو شخص جاگتے میں آنکھیں بند کر لے، اس کا کیا علاج ہے؟ اس مرحلہ پر مولانا محمد علی نے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی سے کہا لکھوائیے۔ مولانا کی تجویز لکھی جانے لگی مگر نامناسبت اور بے اصولے پن نے تجویز کی چولیں ڈھیلی کر دیں۔ کاٹ چھانٹ ہوتی رہی۔ یہ تجویز لکھی جا چکی تو بغیر کسی حادثہ کے یہ میٹنگ برخاست ہو گئی۔

کنونشن کا آخری اجلاس، سب کمیٹی کی تجویز اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب:

۱۸/جنوری ۱۹۵۳ء کو کنونشن کا آخری اور فیصلہ کن اجلاس شروع ہونے سے قبل حاضرین مجلس نے سب کمیٹی کے ارکان سے دریافت کیا کہ گزشتہ اجلاس میں آپ کے ذمہ جو ڈیوٹی لگائی گئی تھی اس کا کیا بنا؟ لائیے وہ تجویز دکھائیے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی، سید مظفر علی شاہ شمسی اور دیگر اراکین سب کمیٹی کو حاضرین نے گھیر لیا۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ابھی تشریف نہیں لائے تھے۔ وہ اس وقت تشریف لایا کرتے تھے جب اور سب آ جائیں۔ سب کمیٹی کے ارکان مولانا موصوف کا انتظار کرتے تھے اور حاضرین مجلس کو ٹال رہے تھے۔ حقیقتاً سب کمیٹی کی تجویز......جس کے مجوز مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب تھے......کا تحریک تحفظ ختمِ نبوت سے براہِ راست کوئی واسطہ نہ تھا۔ اس تجویز کا منطقی نتیجہ تحریک ختمِ نبوت کو جماعت اسلامی کی سپرداری میں دے کر کولڈ سٹوریج (سردخانہ) میں محفوظ کر دینے کے مترادف ہے۔ جب کنونشن

کے شرکاء سے ہاؤس تقریباً بھر چکا تو صدر محترم جناب مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری نے سب کمیٹی کی تجویز مانگی۔ تجویز ہاؤس کے سامنے آ گئی۔ سب کمیٹی کی تجویز پر غور کرنے کی اپیل کی گئی۔ اس مرحلہ پر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی تشریف لے آئے۔ تجویز پر لے دے شروع ہوئی۔ ہاؤس نے بیک آواز اس تجویز کے خلاف رائے کا اظہار کیا۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ مولانا محمد علی نے مولانا احتشام الحق کی معرفت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو کہلوایا کہ آپ اپنی تجویز پر دلائل دے کر تقریر فرمائیں۔ ہم جو سب کمیٹی کے ارکان ہیں اخلاقاً مجبور ہیں کہ آپ کو ووٹ دیں۔ آپ اٹھ کر کچھ فرمائیں تو سہی۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے فرمایا کہ اس تجویز کی اب ضرورت نہیں ہے۔ میں اس پر کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ صاحبِ صدر جناب مولانا سید ابوالحسنات صاحب نے تجویز کے متعلق جچے تلے مگر مختصر الفاظ میں اظہار خیال فرما کر سب کمیٹی کو خلاف ضابطہ قرار دیا اور فرمایا کہ یہ کنونشن صرف تحفظ ختم نبوت اور اس کے متعلق مطالبات کے لیے بلوائی گئی ہے۔ سب کمیٹی کی تجویز حدود کنونشن سے باہر ہے۔ چنانچہ سب کمیٹی کی تجویز ختم ہوگئی۔

اب صدر محترم کے ارشادات کے بعد اصل مسئلہ پر از سرِ نو مبادلۂ خیال شروع ہوا۔ سب سے پہلے مولانا عبدالحامد بدایونی نے تحریکِ ختمِ نبوت اور آئندہ پروگرام کے بارے میں ایک برجستہ تقریر فرمائی۔ یہ تقریر ہاؤس کے جذبات کی صحیح ترجمانی تھی۔ ان کے بعد صاحبِ صدر نے مجھے حکم دیا کہ میں وہ تمام واقعات اور مراحل جن سے تحریک ختمِ نبوت آج تک گزری ہے، مختصراً بیان کروں۔ دس پندرہ منٹ میں وفود کی ملاقاتوں اور تحریک کے مختصر حالات بیان کرنے کے بعد میں نے اپنی رائے کا اظہار لگی لپٹی رکھے بغیر کر دیا۔

تجویز کس طرح تیار ہوئی؟

میں تقریر کر کے بیٹھنے لگا تو صدر محترم کی اجازت سے مولانا عبدالحامد بدایونی نے مجھے ارشاد فرمایا کہ آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا اور ہاؤس کے سامنے جو رائے پیش کی ہے، اسی کے مطابق تجویز بھی تو لکھیے۔ یہاں بھی یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہاؤس میں بحث ہو رہی تھی تو میں نے کاغذ کی ایک سلپ پر تجویز کے متعلق ایک مسودہ مرتب کرنے کی کوشش کی تھی۔ جب صاحب صدر نے مجھے تجویز لکھنے اور پیش کرنے کی ہدایت فرمائی تو میں نے اسی وقت مولانا مجاہد الحسینی صاحب سے سادہ کاغذ طلب کیا اور وہیں تجویز مکمل کرنے بیٹھ گیا۔ ہاؤس کی کارروائی جاری تھی۔ زبانی تجویزیں یکے بعد دیگرے چلی آ رہی تھیں۔ میں نے اپنے مسودہ میں وہ سب کچھ شامل کر لیا جو میں اپنی تجویز لکھتے وقت مختلف حضرات کی زبانی سن رہا تھا۔ میری تجویز دراصل ہاؤس کی تجویز تھی۔ میں نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے نئے کاغذ پر تجویز کی نوک پلک ٹھیک کر کے لکھنا شروع کیا۔ تجویز لکھی گئی تو مجھے ایک بار مختصر سی تقریر کا پھر موقع دیا گیا۔ چنانچہ میں نے تقریر کے بعد یہ تجویز پیش کی جو میری ان گزارشات کی منہ بولتی شہادت ہے۔

تجویز:

اس حقیقت کے پیش نظر کہ خواجہ ناظم الدین کی بے بس حکومت قوم کے متفقہ مطالبات کو درخور اعتناء نہیں سمجھتی اور اب موجودہ حکومت سے مرزائیوں کے متعلق مسلمانوں کے مطالبات منظور ہونے کی کوئی امید باقی نہیں رہی ہے۔ آل

مسلم پارٹیز کنونشن کا یہ اجلاس اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ بحالات موجودہ قوم کے بنیادی مطالبات کو منوانے کے لیے راست اقدام ازبس ناگزیر ہے، جسے بروئے کار لانے کے لیے ذیل کی صورتیں اختیار کی جائیں:

۱۔ چونکہ حکومت اس وقت تک اپنی خصوصی مصلحتوں کی بنا پر مرزائیوں کو سرکاری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے آمادہ نہیں ہوئی۔ اس لیے از خود اس فرقۂ مرزائیہ کو ملتِ اسلامیہ سے مکمل طور پر علیحدہ کرنے کے تمام وسائل اختیار کرتے ہوئے ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے۔

۲۔ اگر چہ ایک عرصہ سے مرزائی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں ملک کے خلاف قوم متفقہ طور پر برطرفی کا مطالبہ کر کے اپنی قطعی بداعتمادی اور بیزاری کا اظہار کر چکی ہے۔ مگر موجودہ حکومت بہانوں سے اسے نظر انداز کرتی رہی ہے۔ لہٰذا یہ کنونشن اپنے اس مطالبہ میں حق بجانب ہے کہ خواجہ ناظم الدین کی کابینہ فی الفور مستعفی ہو جائے تا کہ اسلامیان پاکستان اپنے دینی عقائد اور اسلامی روایات کو مکمل طور پر محفوظ کر سکیں، متذکرہ صدر مطالبات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کنونشن کا یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ:

الف۔ آل مسلم پارٹیز کنونشن ملک کی مقتدر اسلامی شخصیتوں اور مختلف دینی جماعتوں کے نمائندوں کو اپنی جنرل کونسل کا رکن قرار دے۔

ب۔ یہ جنرل کونسل اپنے میں سے پندرہ اراکین پر مشتمل کونسل آف ایکشن یعنی مجلس عمل منتخب کرے۔ جن میں سے مفصلہ ذیل آٹھ اراکین کو یہ کونسل منتخب کر کے انھیں اختیار دیتی ہے کہ وہ جنرل کونسل کے اراکین میں سات مزید ارکان کو مجلس عمل کے لیے منتخب کریں، منتخب شدہ ارکان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی (۲) امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری (۳) مولانا عبدالحامد بدایونی (۴) مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری (۵) مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی (۶) علامہ کفایت حسین صاحب (۷) ابوصالح محمد جعفر پیر صاحب سرسینا شریف (۸) مولانا محمد یوسف کلکتوی۔

ج۔ کونسل آف ایکشن کے لیے مناسب ہے کہ وہ اپنے پروگرام پر عمل پیرا ہونے سے پیشتر اپنے میں سے ایک نمائندہ وفد ترتیب دے۔ جو مرکزی کابینہ سے ملاقات کرے اور اسے قوم کے آخری فیصلہ سے مطلع کرے۔ اگر مناسب سمجھے تو دوٹوک جواب حاصل کرنے کے لیے مناسب دنوں کی مہلت بھی دے۔

نیز مجلس عمل کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اپنے طے کردہ پروگرام کی تکمیل کے سلسلے میں عوام الناس کو بہر حال پرامن رہنے کی تلقین کرے۔

محرک: تاج الدین انصاری۔ مؤیدین: مولانا عبدالحامد بدایونی۔ علامہ حافظ کفایت حسین صاحب، صاحبزادہ فیض الحسن صاحب۔ مولانا محمد امین امیر جماعت ناجیہ، سرحد۔ شیخ حسام الدین صاحب، قاضی احسان احمد صاحب اور مولانا محمد علی صاحب۔

یہ تھی وہ تجویز جس کے متعلق مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اپنے بیانِ حقیقت میں فرماتے ہیں کہ ''تاج الدین اٹھے اور ایک لکھی لکھائی تجویز پڑھنے لگی''۔ میں اس مرحلہ پر انصاف پسند دنیا سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ میری پیش کردہ تجویز

کا غور سے مطالعہ کریں اور پھر خود ہی انصاف فرمائیں کہ یہ طویل تحریر جس میں آٹھ حضرات کو منتخب کیا گیا اور بقایا سات کو نامزد کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔ یہ تجویز میں گھر سے لکھ کر لا سکتا تھا؟ مجھ غریب کے دامن سے جماعت اسلامی کے قابلِ احترام امیر نے کیسی کیسی تہمتیں باندھنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے؟ محولہ بالا تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوئی اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بھی اپنے بیان میں اقرار کرتے ہیں کہ انھوں نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔

ڈائریکٹ ایکشن کمیٹی (مجلس عمل) کا اجلاس:

اس تجویز کے پاس ہو جانے کے بعد اسی ہاؤس میں صاحب صدر کی جانب سے اعلان کیا گیا کہ جو آٹھ حضرات منتخب ہوئے ہیں۔ وہ آج رات ساڑھے آٹھ بجے دفتر مجلس احرار اسلام، بندر روڈ پر میٹنگ کریں اور بقایا سات ممبران کو بھی نامزد کریں اور وفد مرتب کر کے پاس شدہ تجویز کے مطابق وزیر اعظم سے وقت لے کر ملاقات بھی کر لیں۔ دور دراز سے آئے ہوئے لوگ گھروں کو واپس چلے گئے تو ان کا جمع کرنا مشکل ہو جائے گا۔ چنانچہ اس وقت فرداً فرداً سب کو وہیں اطلاع کی گئی۔

اس مرحلہ پر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے اعلان کیا کہ مصروفیت کی وجہ سے اگر ہم مجلس عمل (مشتمل بر پندرہ اراکین) کے اجلاس میں شامل نہ ہو سکیں تو ہم اپنی جگہ اپنی جماعت کے جس رکن کو بھیجیں گے، وہ ہماری طرح ذمہ دار ہوگا۔ ہاؤس نے یہ بات مان لی۔ چنانچہ اسی فیصلہ کے مطابق آخری اجلاس میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی جگہ ان کے نائب امیر جناب مولانا سلطان احمد صاحب شریک ہوئے تھے اور اجلاس کی کارروائی میں حصہ لے کر اپنی قیمتی رائے سے حاضرین کو مستفیض فرمایا تھا۔

اتفاقیہ دعوت:

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے معتقدین میں سے ایک سوداگر نے اسی رات شرکاء کنونشن کو ایک عشائیہ دیا۔ مجھے اس وقت اراکین مجلس عمل کے یہ چند نام یاد ہیں جو دعوت میں شریک ہوئے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا محمد علی، شیخ حسام الدین، سید مظفر علی شاہ شمسی۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی اور نام اس وقت میرے حافظہ سے اتر گیا ہو۔ دعوت سے فارغ ہو کر ہم میں سے کسی نے کہا کہ لو بھئی دفتر مجلس احرار اسلام کے قریب ہی دعوت ہوئی ہے۔ میٹنگ کے لیے زیادہ آسانی ہوگی۔ مولانا محمد علی صاحب کو کہا گیا کہ وہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو ہمراہ لے کر دفتر میں آئیں۔ میں خود اٹھ کر مولانا محمد علی کے ہمراہ ہو لیا۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ہم سے تھوڑے فاصلے پر تشریف فرما تھے۔ جب مولانا محمد علی نے ان سے کہا کہ سید صاحب میٹنگ میں تشریف لے چلیے تو سید صاحب فرمانے لگے ''اس میٹنگ میں کیا کچھ ہونا ہے'' (یہ سید صاحب کا تجاہلِ عارفانہ تھا)۔ مولانا محمد علی نے کہا جو کچھ پاس ہوا ہے وہ سب کچھ ہونا ہے۔ سات حضرات کی نامزدگی، وفد کی ترتیب ملاقات وغیرہ۔ سید صاحب فرمانے لگے ''آپ یہ نامزدگیاں وغیرہ خود ہی کر لیجیے۔ یہ تو کوئی اہم کام نہیں ہے۔ میں اس میٹنگ میں ضرور چلتا۔ مگر مجھے تو مولوی صاحبان نے دستور کے سلسلہ میں ترمیمات مکمل کرنے کا کام سونپ دیا ہے۔ شاید رات بھر مجھے یہ کام کرنا پڑے۔ آپ اس میٹنگ کی کارروائی خود ہی کر لیجیے''۔ مولانا محمد علی نے اصرار کیا کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے ضرور تشریف

لے چلیں۔اب تو زیادہ کام نہیں ہے۔تجویز کے مطابق پروگرام بنا دینا ہے۔سید صاحب نے مجبوری کا اظہار کیا۔آخر میں مولانا محمد علی صاحب نے سید صاحب سے دریافت فرمایا کہ آپ کسی نام کی سفارش تو کریں۔دو چار نام ہی لکھوایئے۔سید صاحب فرمانے لگے مولانا! یہ کام آپ خود ہی کر لیں۔بس اتنا خیال رکھیے کہ مشہور مشہور با اثر لوگوں کو نامزد کیجیے گا۔وہاں یہ کچھ فرمانے کے بعد اب مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو کچھ نہیں یاد رہا۔اب وہ سرے سے مکر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ہم جو کنونشن سے اٹھے تو اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب بے ضابطہ ہے، ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے یہ کب فرمایا؟

جب دودھ پینے والے مجنوں سے کٹورا بھر خون مانگا گیا

قبائے لا الہ خونیں قبائیست
کہ بر بالائے نامرداں دراز است

اس کے برعکس مجلس عمل کے ڈکٹیٹر اوّل اور آل مسلم پارٹیز کنونشن پاکستان کے صدر جناب مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد صاحب قادری مدظلہٗ نے انکوائری کورٹ میں اعلان کیا کہ ''ہم تحریکِ ختمِ نبوت کے ذمہ دار ہیں''

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مجلس عمل (راست اقدام کمیٹی):

۱۰ ر جنوری کو دفتر مجلس احرار اسلام میں تقریباً ۹ بجے شب اراکین نے باقی سات اراکین کو نامزد کر کے پندرہ اراکین کی فہرست مکمل کر لی اور ایک وفد مرتب کر کے اسے اختیار دیا گیا کہ کنونشن کا ریزولیوشن اور ۳۰ یوم کا میعادی الٹی میٹم وزیر اعظم کے سپرد کر دے۔جن سات اراکین کی نامزدگی کے بعد پندرہ اراکین کی فہرست مکمل کی گئی۔ان ناموں کو روزنامہ ''تسنیم'' میں ۲۲ ر جنوری کو آخری صفحہ پر چوکھٹے میں شائع کیا گیا۔یہ ہے جماعت اسلامی کے آرگن روزنامہ ''تسنیم'' لاہور، مورخہ ۲۲ جنوری کا چوکھٹا:

مولانا ابوالحسنات، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا مودودی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا احتشام الحق تھانوی، علامہ کفایت حسین، مولانا اطہر علی (بنگال)، پیر ابو صالح محمد جعفر، مولانا اختر علی خاں (زمیندار)، پیر غلام مجدد سرہندی، صاحبزادہ فیض الحسن، مولانا محمد اسماعیل (گوجرانوالہ)، مولانا محمد یوسف کلکتوی، مولانا نور الحسن بخاری۔

جماعتِ اسلامی کی جانب سے مرکزی کارروائی کی تصدیق:

کراچی سے واپسی پر ۲۶ ر جنوری کو آل مسلم پارٹیز کنونشن کا ایک اہم اجلاس زیر صدارت مولانا ابوالحسنات محمد احمد صاحب قادری زمیندار مینشن لاہور میں ڈیڑھ بجے منعقد ہوا۔جس میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت فرمائی۔

مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی، تاج الدین انصاری، مولانا غلام محمد صاحب ترنم، مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش، مولانا نصر اللہ خاں عزیز، صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب، مولانا اختر علی خاں صاحب مالک زمیندار، حافظ خادم حسین، مولانا خلیل احمد، مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا ارشد پناہوی، سید مظفر علی شمسی، مولانا محمد بخش صاحب مسلم۔اس اجلاس میں جہاں

جماعتِ اسلامی کے نفسِ ناطقہ جناب مولانا نصراللہ خاں صاحب عزیز (جن کی مساعیٔ جمیلہ، معاملہ فہمی اور ذاتی تعلقات کی وجہ سے جماعتِ اسلامی کو عوام سے روشناس ہونے کا موقع ملا جو ''کوثر''، ''تسنیم'' اور ''ایشیا'' کے مدیر ہیں) موجود تھے۔ مجھے صدرِ محترم نے حکم دیا کہ میں کنونشن اور کونسل آف ایکشن کی کارروائی بیان کروں۔ بے کم و کاست جو کچھ ہوا تھا میں نے عرض کیا۔ اس اجلاس میں مجلسِ عمل پنجاب نے مندرجہ ذیل تجویز اتفاق رائے سے منظور کی۔ جسے دوسرے دن روزنامہ ''زمیندار'' اور پنجاب کے دوسرے اخبارات نے شائع کیا۔ صوبہ پنجاب کے بعض ذمہ دار کارکنوں کو بھی اس اجلاس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔

قرارداد:

آل مسلم پارٹیز کنونشن کی مجلسِ عمل کا یہ اجلاس مرکزی کنونشن کی پاس کردہ قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہے اور مرکز کو یقین دلاتا ہے کہ مسلمانانِ پنجاب مرکز کی آواز پر جانی و مالی قربانی سے ہرگز دریغ نہ کریں گے۔ اسی کارروائی کے ہمراہ مرکزی کنونشن کی قرارداد اور جو وفد وزیراعظم سے ملا، اس کے شرکاء کے نام بھی درج ہیں۔ یہ تمام کارروائی تقریباً سب اخبارات نے شائع کی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے

کہ مولانا نصراللہ خاں صاحب جماعتِ اسلامی کے نمائندہ نے مرکزی کنونشن کی کارروائی پر نہ صرف مہر ثبت تصدیق کی بلکہ وہ ایک قرارداد کے ذریعے اعتمادِ کلی کے اعلان کے بعد ایثار و قربانی کا یقین دلانے میں بھی پیش پیش تھے۔ اس حقیقت کی موجودگی میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو اس طرح صاف مکر جانے کی جرأت کس طرح ہوئی ہوئی؟

شاید انھیں یہ خیال گزرا ہو کہ احرار کے دفاتر میں تو پولیس نے جھاڑو پھیر ہی دیا ہے، اب جو دل چاہے اقرار کرو اور جہاں جی چاہے مکر جاؤ۔ کوئی ثبوت نہیں ہے۔ مگر میں تو روزنامہ ''تسنیم'' اور دوسرے اخبارات سے صحیح مواد فراہم کر رہا ہوں تاکہ حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ''راست گوئی'' سب پر عیاں ہو جائے۔ مولانا موصوف اللہ کے خوف اور اللہ کے رسول کی شفاعت کے ذکرِ مبارک کے ساتھ ساتھ جب دوسروں کی نیت پر ناروا حملے کرتے ہیں تو انھیں یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ ان کے تقدس کے شیش محل پر اگر کسی مظلوم نے حق گوئی کا پتھر مار دیا تو ان کا شیش محل چکنا چور ہو جائے گا۔ بہرحال جہاں انھیں دوسروں کی نیت پر حملہ کرنے کا حق ہے۔ ہم ان سے اپنا کم از کم حق مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں اصل حقیقت بیان کرنے کی اجازت تو دیں۔

حقیقتِ حال:

۱۸ر جنوری تک جماعت اسلامی ختمِ نبوت کو نواں نقطہ بنا کر ہضم کر جانے کی ترکیبیں سوچتی رہی۔ مگر جب ملک کے نمائندوں نے جو پاکستان کے کونے کونے سے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عقیدت سے سرشار ہو کر کراچی میں جمع ہوئے تھے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نیک ارادوں کو ناکام بنا دیا تو جماعتِ اسلامی دو ذہنی میں مبتلا ہو گئی۔ تحریک کا شباب دیکھ کر جماعتِ اسلامی اس سے الگ ہونا نہیں چاہتی تھی۔ وہ پانچویں سوار کی حیثیت سے پیچھے پیچھے چلنا چاہتی تھی۔ بدیں خیال کہ تحریک کامیاب ہو تو آگے بڑھ کر اعلان کر دیا جائے کہ دیکھا ہم نے پالا مار لیا اور اگر کسی صورت جماعت اسلامی اس مقدس تحریک کو سبوتاژ کر سکے تو پھر یہ اعلان کر دیا جائے کہ اس تحریک میں شامل ہونے والے بے وقوف تھے اور چلانے والے خود غرض اور غدار تھے۔ اس دو ذہنی نے جماعت اسلامی اور اس کے امیر کو دین اور دنیا دونوں میں کہیں کا نہ رکھا۔

جماعتِ اسلامی کیا کرتی رہی؟

۱۴؍جنوری جو جماعت اسلامی نے موچی دروازہ لاہور میں جلسۂ عام کیا۔ اگر مولانا مودودی صاحب واقعی مجلس عمل آل مسلم پارٹیز کنونشن سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتے تھے۔ تو ایمانداری سے ان کا یہ فرض تھا کہ وہ اس جلسہ عام میں مسلمانوں کو اپنے ارادہ سے خبردار کرتے اور انھیں بتاتے کہ بدنیت اور خودغرض لوگ مقدس تحریک کے نام پر ملک اور ملت سے غداری کرنے والے ہیں۔ لوگو خبردار ہو جاؤ...... مگر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنی تقریر میں کیا فرمایا؟ مولانا موصوف نے مطالبات کو جائز قرار دیتے ہوئے حکومت کو متنبہ کیا کہ اگر ان مطالبات کو نہ مانا گیا تو ہندو مسلم فسادات کی یاد تازہ ہو جائے گی اور ذمہ داری گورنمنٹ پر ہوگی۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اپنی تقریر میں بڑی ہوشیاری سے ہندو مسلم فساد کا ذکر اس انداز میں بیان کیا کہ ہو سکے تو وہ ہماری پُرامن کوششوں کو ناکام بنا دیں اور امن پسند قوم کا ذہن فسادات کی جانب منتقل کر دیں۔ کراچی کنونشن کے آخری اجلاس کا ذکر کرتے ہوئے مولانا موصوف نے اپنے بیان میں جو ارشاد فرمایا کہ ’’دوسرا خیال میرے ذہن میں یہ آیا کہ اگر میں اس وقت علیحدہ ہو جاؤں تو صرف اپنا ہی دامن اس فتنہ سے بچالے جاؤں گا۔ اسلام اور مسلمانوں کو جس خطرہ میں یہ لوگ مبتلا کرنا چاہتے ہیں، اس کو روکنا اس طریقہ سے ممکن نہ ہوگا۔ اس بنا پر میں نے کنونشن سے علیحدگی کا ارادہ ترک کر دیا‘‘۔ مولانا موصوف کس دل گردہ کے بزرگ ہیں جو ختمِ نبوت کی مقدس تحریک کو فتنہ کا نام دے رہے ہیں۔ یہ گستاخانہ جرأت تو مرزائیوں ایسے منہ پھٹ گروہ کو بھی آج تک نہ ہوئی تھی ؟

ہر کس از دستِ دِگر نالہ کند

سعدی از دستِ خویشتن فریاد

بہرحال مولانا موصوف کے اس بیان میں کوئی جان نہیں۔ تحریک میں شامل رہنے کی جو وجہ آج بیان فرمائی جا رہی ہے یہ بھی افسانہ اور محض افسانہ ہے۔ یہ کیوں نہ سمجھا جائے کہ مولانا خود اس تاک میں تھے کہ موقع ملے تو قوم کو اکسا دیا جائے اور اپنا دامن حتی الوسع بچا لیا جائے۔

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ انھوں نے خطوط لکھ کر صدر مجلس عمل کو توجہ دلائی کہ ڈائریکٹ ایکشن کی جو تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یہ بالآخر سخت نقصان دہ ثابت ہوں گی۔ گویا مولانا اندرخانہ تو نصیحت کرتے تھے مگر جب جلسہ عام میں تشریف لاتے تھے تو ہندو مسلم فسادات کی یاد تازہ کرنے کا بندوبست فرما رہے تھے۔

جماعتِ اسلامی کیا چاہتی تھی؟

مارچ کے دوسرے ہفتہ میں پارلیمنٹ کا اجلاس کراچی میں ہو رہا تھا۔ جماعتِ اسلامی اس اجلاس پر نگاہیں جمائے بیٹھی تھی، جماعت اسلامی یہ چاہتی تھی کہ اس اجلاس پر ہلہ بول دیا جائے۔ گولی چلے یا خون خرابہ ہو۔ اسے اس بات کی پروا نہ تھی۔ چنانچہ جماعتِ اسلامی حیلوں بہانوں سے نوٹس کی تاریخ کو ۹؍تاریخ تک بڑھانا چاہتی تھی۔ جماعتِ اسلامی کے نمائندے چونکہ مجلسِ عمل کو اپنے دلی خیالات سے آگاہ نہ کرنا چاہتے تھے اس لیے وہ ڈائریکٹ ایکشن کی تاریخ

کو بڑھانے کے لیے دوسری بودی قسم کی دلیلیں پیش کرتے تھے۔
آخر یہ بھید کب کھلا؟
۲۶رفروری کو جس دن مجلسِ عمل کا آخری اجلاس کراچی میں بلوایا گیا۔ جماعتِ اسلامی کے نائب امیر جناب مولانا سلطان احمد صاحب اس اجلاس میں جماعت کی جانب سے تشریف لائے اور ذمہ دارانہ حیثیت سے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ اس روز وہ اپنے دلی جذبات کو چھپا نہ سکے، وہ فرمانے لگے کہ ''اگر آپ آج کی بجائے ۹رمارچ کو ایکشن کا علان کرتے تو ہم آپ کو اسمبلی ہال پر ہنگامہ کر کے دکھاتے، اب بھی اگر آپ حضرات ۹رتاریخ کے لیے اپنا پروگرام ملتوی کر دیں تو ہم ذمہ داری لیتے ہیں کہ کم از کم پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) کا ہجوم اسمبلی ہال میں خود لے جائیں گے اور ایسا ہنگامہ کر دکھائیں گے جو تاریخ میں یاد رہے''۔
ہم سب نے ان کے خیالات پر تعجب کا اظہار کیا اور مجھے یاد ہے کہ میں نے ان کی خدمت میں صفائی سے عرض کیا کہ ہم ہرگز ہنگامہ نہیں چاہتے۔ ہم تو تحریک کو پُر امن طریقے پر چلانا چاہتے ہیں۔ اور اب تاریخ کا بدلنا بھی میرے اور آپ کے اختیار سے باہر ہے۔ جب پروگرام بننے لگا اور طے ہوا کہ پانچ پانچ رضا کار غیر آباد راستوں سے وزیر اعظم اور گورنر جنرل کی کوٹھیوں پر جائیں تو جماعت اسلامی کے نمائندے مولانا سلطان احمد صاحب نے فرمایا کہ یہ طریقہ درست نہیں۔ میں یہ مشورہ دوں گا کہ رضا کار بارونق سڑکوں پر جانے چاہییں اور ان کا جلوس شہر کے آباد حصوں سے گزرنا چاہیے۔ ہم نے عرض کیا کہ اس طرح ہنگامہ اور بدامنی کا اندیشہ ہے۔ عوام کو کس طرح سنبھالا جائے گا اور اگر پولیس نے خود ہی اپنے آدمی جلوس میں داخل کرا کے فساد کر دیا تو تحریک کو دھچکا لگے گا۔ مولانا سلطان احمد صاحب تنہا شخص تھے جو اس وقت بھی ہنگامہ پسندی کا اظہار کرتے تھے۔ مگر کسی کو اپنا ہم خیال نہ بنا سکے۔ اور بالآخر انھیں مجلس عمل کے مجوزہ پروگرام کی تائید کرنا پڑی۔
آخر کار جماعت اسلامی کے اپنے ذمہ دار نمائندہ نے آخری اجلاس پر مہر تصدیق ثبت فرما کر گھر کی راہ لی اور اپنے چالیس ساتھیوں میں آرام سے جا بیٹھے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ انھیں کوئی گرفتار کرنے نہ گیا۔ مگر ہم سب رات ہی کو دھر لے گئے۔ صبح کی اذان ہوئی تو اپنے صدر محترم مولانا ابوالحسنات کے ہمراہ کراچی جیل میں تھے۔
۱۸رجنوری سے لے کر ۲۶رفروری تک مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب تحریک کا بغور مطالعہ کرتے رہے۔ وہ یہ اندازہ لگاتے رہے کہ اگر حکومت مسلمانوں کے مطالبات آخری وقت بھی تسلیم کر لیتی ہے تو جماعتِ اسلامی تحریک میں موجود ہے۔ کراچی میں مولانا سلطان احمد نائب امیر جماعت اسلامی یعنی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے خلیفہ صاحب فوج ظفر موج کے کمانداروں میں بہ نفسِ نفیس موجود ہیں۔ خود مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب قادیانی مسئلہ لکھ کر تحریک میں شمولیت کا دستاویزی ثبوت لیے کھڑے ہیں۔ حتیٰ کہ مارشل لا کے نفاذ سے ایک روز پہلے گورنمنٹ ہاؤس میں بیچ کی دیوار پر کھڑے گورنمنٹ کو اس امید پر آنکھیں دکھا رہیں کہ شاید مسلمانوں کے متفقہ مطالبات دو ایک روز تک مانے جانے والے ہیں مگر......
جب مارشل لا کا اعلان ہونے لگا:
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی دیوار کے اُس پار کود گئے اور فرمانے لگے کہ میرا اس تحریک سے کیا واسطہ؟ یہ تو چند

خودغرض، بے ایمان اور غداروں کی تحریک ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ دیوار سے کودتے وقت مولانا کا دامن کسی کیل میں پھنس کر چاک ہوگیا۔ جسے وہ دوسال تک جیل میں بیٹھ کر رفو کرتے رہے۔ آگے سے پھٹا ہوا دامن چیرہ دستیوں کی اب بھی غمازی کرتا ہے اور مولانا ہیں کہ اپنی صفائی میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں اور کہے چلے جا رہے ہیں کہ ''میں پاکباز ہوں۔ میری جماعت صالحین کی جماعت ہے، باقی سب چور ہیں، غدار ہیں، خودغرض ہیں''۔

اتنا نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

پہلے ہی کیوں نے بھانپ لیا؟

اپنے بیان کے آخر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے بالکل بچوں کی سی بات کہہ ڈالی۔ فرماتے ہیں کہ ''یہ لوگ میری پرانی تحریریں جو کنونشن سے پہلے کی ہیں۔ نکال نکال کر میری گمراہی و بے دینی کا یقین دلاتے پھر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص قادیانیوں سے بھی بدتر ہے۔ میں اس طرح کی فضول باتوں کا تو کیا جواب دوں۔ مگر پبلک کو ان سے صرف اتنی بات پوچھنی چاہیے کہ مودودی اگر ایسا ہی سخت گمراہ تھا تو ۵۳ء کی کنونشن اور مرکزی مجلسِ عمل میں آپ نے اس کی شرکت کیسے گوارا فرمائی تھی۔ وغیرہ''۔

حضور والا! کنونشن میں شرکت کے بعد ہی مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ آپ جو اسلام اسلام پکار کر اسلامی دستور کا نعرہ لگا رہے ہیں، آپ کیا ہیں، آپ کی اصل خواہش کیا ہے؟ پبلک نے آپ کو تحریکِ ختمِ نبوت میں اچھی طرح جان پہچان لیا ہے۔ اب آپ یہ بھی دیکھ لیں گے کہ پبلک آپ سے کیا کچھ دریافت کرتی ہے۔ آپ تو بڑے آدمی ہیں۔ اپنی صفائی میں آپ نے کوئی معقول دلیل پیش نہیں فرمائی۔ کسی جیب تراش نے پکڑے جانے کے بعد کبھی یہ صفائی پیش نہیں کی کہ مستغیث نے مجھے قریب ہی کیوں آنے دیا تھا؟ آپ ایسے پڑھے لکھے ذمہ دار انسان سے اس قسم کی بے معنی باتوں کی کبھی توقع نہیں تھی۔ بہرحال، آپ دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ جتنا زور لگائیے گا، اُسی قدر زیادہ دھنستے چلے جائیے گا۔ میں یہ سمجھا ہوں کہ آپ اپنی غلطی یا تحریکِ ختمِ نبوت سے غداری کا اقرار کرنے سے رہے۔ بحث کرنے کے لیے آپ کے پاس وہ سب سامان موجود ہے جس سے آپ کافی عرصہ بحث جاری رکھ سکتے ہیں۔ مگر ہمیں اس بحث سے مطلب؟

جہاں تک پبلک کی معلومات کا تعلق ہے۔ ہم نے پبلک سے یہی کہتے سنا ہے کہ آپ نے تحریکِ ختمِ نبوت سے غداری کی ہے۔ اُس وقت آپ اور آپ کی جماعت منافقت سے کام لے رہے تھے اور اب آپ صاف مکر رہے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کُشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

☆☆☆

میرا افسانہ

قسط: ۱۵

مفکرِ احرار، چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

جیل کی مشہور دنیا کا مفصل حال آچکا ہے۔ دہلی جیل کی مختصر روئیداد عرض ہے۔

پریذیڈنٹ پٹیل اور دہلی جیل:

پریذیڈنٹ پٹیل کو طبیعت پر ایسا قابو تھا کہ عام آدمی جس نے انھیں اسمبلی کی کرسی صدارت پر بیٹھے دیکھا ہو، کبھی میرے اس بیان پر یقین نہیں کر سکتا کہ وہ بغیر مذاق کیے اور کرائے نہ رہ سکتے تھے۔ صدارت کی کرسی پر وہ سرتاپا متانت اور پرائیویٹ زندگی میں بالکل ظریف تھے، جوں ہی ہم جیل کی ڈیوڑھی میں پہنچے اور بڑا دروازہ بند ہوا۔ پریذیڈنٹ پٹیل نے پنڈت مالویہ کو مخاطب کیا:

اربے بڈھے! بمبئی میں تو تو معافی مانگ کر رہا ہو گیا تھا، مگر یہ دہلی ہے۔ یہاں پوری سزا کاٹے بغیر نہ چھوٹے گا''۔

پنڈت جی کچھ خفیف سے ہوئے۔ یہ بے تکلفی ہمیں بھی ناگوار گزری۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ پہلے بھی جیل یاترا کی ہے؟ میں نے کہا پہلے بھی کاٹ چکا ہوں۔ یہ سن کر مصنوعی تردد سے لمبی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر دوبارہ پنڈت جی کی طرف متجسسانہ دیکھا اور کہا ''ہوں ہوں لو بڈھے یہ تازہ مصیبت تو ہم تم پر ہی آئی۔ اچھا تمھیں معافی مانگ کر رہا ہونے کا طریقہ تو آتا ہی ہے، مجھ کو بھی بتا دینا۔ اچھا؟''۔

گرفتاری کے دوسرے روز صبح اٹھے تو پٹیل صاحب نے کہا ''چلو سب ذرا اسی بارک کے گرد گھومیں ورنہ صحت ٹھیک نہیں رہے گی''۔

پریذیڈنٹ پٹیل نے پنڈت جی کو آگے کیا اور ہم سب ان کے پیچھے پیچھے چلے۔ دیکھتے ہیں کہ پٹیل پنڈت کے عین پیچھے ہو کر بایں ریش وفش شریر بچوں کے مانند طرح طرح منہ بناتے جاتے ہیں۔ اس پر کوئی بھی ہنسی ضبط نہ کر سکا۔ پنڈت جی نے پلٹ کر دیکھا اور پوچھا کہ کیا شرارت سوجھی ہے۔ لیکن پٹیل مؤدب بچے کی طرح ہمہ تن باادب ہو کر کھڑے ہو گئے، منہ بند تھا، آنکھیں شرارت سے ہنس رہی تھیں۔ ان کی اس ادبی شوخی پر سب ہنسنے لگے اور پنڈت جی حیران ہو کر کھڑے ہو گئے۔ پٹیل صاحب نے پنڈت جی کو ہلکا سا دھکا دیا۔ ''چلو'' مالویہ جی نے فرمایا ''چلوں کیا خاک؟ بتاتے نہیں کہ پیچھے کیا شرارتیں کرتے آرہے ہو''۔

پنڈت مالویہ اچھے بزرگ ہیں، مگر معاشرتی لحاظ سے بڑے تنگ دل ہیں۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ ملنا تو ایک طرف رہا، ہندوؤں سے بھی چھوت کرتے تھے۔ صرف گوڑ برہمن کے ہاتھ کی تیار کی ہوئی رسوئی کھاتے، ورنہ پھل ترکاری پر بسر کرتے۔ ان کا رسوئی خانہ الگ خیمہ میں تھا۔ پنڈت جی جب دوپہر کو چوکہ میں بیٹھ کھانا کھانے لگتے تو پٹیل بھی ہمیشہ وقت پر پہنچ جاتے اور

سورج کے سامنے ہوکر اپنا سایہ پنڈت جی پر ڈالتے، لاچار پٹیل کے سر کو دعائیں دے کر پنڈت جی کھانے سے دستکش ہوجاتے۔

مالویہ جی کا ہاضمہ اکثر کمزور رہتا تھا، وہ دن میں کئی بار رفع حاجت کے لیے جاتے۔ گو کموڈ موجود تھے مگر پنڈت جی کی قدامت پسندی کے باعث دیسی طریقے کے پاخانے فوراً تیار کر دیے گئے تھے۔ جب بھی پنڈت جی حوائج ضروریہ کے لیے گڈوی اٹھائے جاتے۔ یہ (پٹیل) خالی ہاتھ پیچھے پیچھے ہولیتے اور پاخانہ کے باہر زور زور سے کھانستے اور بڑی بے تابی سے زمین پر پاؤں مارتے۔ گویا کسی اور کے صبر کا پیمانہ لبریز ہے اور اندر ہی آیا چاہتا ہے۔ غرض اندر سے پنڈت جی کھانس کھانس کر اپنی موجودگی کا اعلان کر رہے ہیں اور باہر پٹیل کھڑے اور زور سے پاؤں مار کر ''کب تک ضبط کروں میں آہ'' کا اعلان بنے ہوئے ہیں۔ اور ہم سب اس ''پاخانہ جنگی'' پر ہنس رہے ہیں۔ بالآخر جب باہر کا قدم اندر کی طرف بڑھا ہی چلا آتا دیکھتے ہیں تو پنڈت جی گھبرا کر دھوتی سنبھالتے اٹھ کر باہر آتے۔ اپنے پرانے دوست کو دیکھ کر کہتے کہ ''پٹیل تجھے کوئی لجیا نہیں آتی''۔ پریذیڈنٹ پٹیل سر جھکا کر اس طرح کھڑے ہوجاتے، جس طرح نیک طبیعت بچہ اچانک قصور ہو جانے پر شرمندہ ہوکر کھڑا ہوجاتا ہے۔ اور زبان حال سے کہتا ہے کہ بھول ہوگئی۔ مجھے معاف کر دو۔ آئندہ کبھی ایسا نہ ہوگا۔ اور جونہی پنڈت جی پھر مشکل کشائی کے لیے جاتے تو بدستور تنگ کرنا شروع کر دیتے۔

پنڈت جی کو کھانے کے بعد قیلولہ کی عادت تھی۔ بابا پٹیل کو پنڈت جی کی یہ عادت معلوم ہوگئی۔ پنڈت جی کے کھانے کے وقت تو اردگرد منڈلاتے رہا ہی کرتے تھے۔ اب اس تاک میں لگے رہتے کہ ادھر پنڈت جی دوپہر کو آرام کے لیے لیٹے، ادھر پردھان جی پہنچے اور آرام گاہ کا پردہ اٹھا کر اندر جھانکا اور پوچھا ''ارے پنڈت! اجازت ہے'' اور اجازت حاصل کرنے سے پہلے ہی کرسی، چارپائی کے قریب کھینچ کر پوچھا کہیے پنڈت جی مزاج تو اچھے ہیں؟ مالویہ جی نے بادلِ نخواستہ فرمایا ''ہاں اچھے ہیں''۔ پھر پٹیل نے کہا کہ کچھ اور سناؤ، پنڈت جی سوئیں یا سنائیں۔ پنڈت جی نے کسی قدر خشک سا جواب دیا کہ کیا سنائیں؟ پٹیل، ارے یار کچھ ادھر ادھر کی۔ پنڈت جی: خاک ادھر ادھر کی۔ میں اس وقت سویا کرتا ہوں۔ پٹیل: تو سویا کرتے ہو؟۔ اچھا سولو۔ یہ کہا اور باہر آگئے اور آکر کسی اور سے مذاق کا سلسلہ شروع کر دیا۔ پھر خیال آیا کہ اب تو پنڈت جی سو گئے ہوں گے، پھر پنڈت جی سے چھیڑ چھاڑ کا دورہ ہوا اور لپک کر پنڈت جی کے خیمے میں پہنچے۔ پوچھا ''پنڈت جی سو گئے''۔ مالویہ جی نے ترش رو ہوکر پوچھا ''کیا ہے''۔ پٹیل: میں سمجھا کہ شاید سو ہی گئے۔ پنڈت جی نے پہلو بدل کر آنکھیں بند کر لیں اور بلانے پر بھی نہ بولے۔ پردھان پٹیل کو مزید شرارت سوجھی کہ پاس پڑی ہوئی کتاب اٹھائی اور اونچے اونچے پڑھنا شروع کر دیا۔ آخر پنڈت جی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے کہ بھلے آدمی میری جان بخشی کرو۔

ایک روز پنڈت جی پہلو بدل کر لیٹ گئے اور پٹیل صاحب کے شور کے باوجود نیند میں خراٹے لینے لگے۔ پریذیڈنٹ پٹیل میرے پاس آئے کہ چلو تمھیں مالویہ جی بلاتے ہیں۔ میں جلدی جلدی اٹھا اور پنڈت جی کے پاس پہنچا۔ پٹیل صاحب ساتھ ساتھ ہولیے۔ پنڈت جی کے قریب آکر کہنے لگے ''آئیے آئیے تشریف رکھیے، پنڈت صاحب ذرا سو رہے ہیں۔ پنڈت جی دھڑ دھڑا کر اٹھ بیٹھے اور مجھے مخاطب کر کے کہا کہ فرمائیے؟ قبل اس کے کہ میں کچھ جواب دوں، پٹیل صاحب کہنے لگے جو پوچھنے کو کہتے تھے، وہ پوچھ لو نا۔

میں پٹیل صاحب کے طرزِ عمل سے بے حد پریشان ہوا۔ شرمندہ ہو کر پنڈت جی سے معافی مانگنا چاہتا تھا کہ پنڈت جی نے فرمایا کہ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں، جانتے ہی ہو ان کی طبیعت کو۔

پٹیل صاحب اپنی افتادِ طبع سے مجبور سب کے نام بگاڑ لیا کرتے تھے۔ پٹیل صاحب نے ایک رات ایک بجے کے قریب دھیمی آواز میں مجھے جگایا کہ ارے چودھری اٹھو جلدی کرو، تمام پنکھے اندر سے نکالو۔ میں کیوں کیوں کہتا اٹھا۔ پریذیڈنٹ نے کہا، کیوں کیا نہ پوچھو بس جلدی کرو۔ اس رات موسم خوش گوار تھا۔ ہوا میں قدرتی طور پر خنکی تھی، اس لیے پنکھوں کو چلانے کی کسی کو بھی ضرورت نہ تھی۔ ہم سب میدان میں چادر اوڑھ کر سوئے ہوئے تھے۔ میں پہلے تو نیند کے خمار میں لڑکھڑاتا اندر جا کر پنکھے اٹھا اٹھا کر باہر لے آیا۔ پھر مجھے پٹیل صاحب کی طبعی شرارت اور ظرافت کا خیال آیا تو اپنی عافیت بھی سوجھی کہ ایسا نہ ہو کہ سونے والوں پر کوئی فتنہ جگائیں اور میں دھرا جاؤں۔ اس لیے میں جھٹ سے چادر اوڑھ کر اپنی چارپائی پر لیٹ گیا، لیکن احتیاط سے دیکھتا رہا کہ پٹیل صاحب کیا کارستانی کرتے ہیں۔ یک بیک پٹیل صاحب نے آٹھوں بجلی کے پنکھوں کو پنڈت جی کی طرف رخ کر کے پوری رفتار سے چھوڑ دیا اور خود میر طرح چادر اوڑھ کر جلدی سے لیٹ گئے۔ ہوا میں ایک طوفان سا آ گیا۔ پنڈت جی کی چادر اڑ کر کہیں چلی گئی۔ مالویہ جی مہاراج ہرے رام ہرے رام کرتے اٹھے۔ قہ قہ قہ کا شور کرتے پٹیل بھی اٹھے اور دوسری طرف پنڈت جی سے ہمدردی کرنے لگے۔ پنڈت جی نے جھٹ سمجھ لیا اور کہہ دیا، یہ سب اس نیک بخت داڑھی والے کی شرارت ہے۔

میرے نزدیک پریذیڈنٹ پٹیل کی ظرافتِ طبع اتنی قابلِ داد نہیں جتنا کہ پنڈت مدن موہن مالویہ جی کا بے مثال تحمل اور ان کی بردباری قابلِ ستائش ہے۔ غور کرو کہ رات دن بے آرام رہنے کے باوجود پنڈت جی کے ماتھے پر کبھی شکن اور طبیعت میں غصہ نہیں آتا۔ اس صبر و تحمل کا شخص ڈھونڈنے سے بمشکل ملتا ہے۔

گورکھ پور جیل:

دلکش صحبت کا عشرہ شیریں یاد چھوڑ کر چلا گیا۔ ڈاکٹر انصاری، لالہ دنی چند، سردار منگل سنگھ کو گجرات پہنچایا گیا۔ مجھے خصوصیت سے پنجاب گورنمنٹ نے اپنی جیلوں میں داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ چند روز کے بعد پنڈت مالویہ کو بنارس، پریذیڈنٹ پٹیل کو انبالہ اور مجھے گورکھپور جانے کا حکم پہنچا۔ حسب دستور پریذیڈنٹ پٹیل اور پنڈت مالویہ مجھے جیل کے دروازہ تک الوداع کہنے آئے۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس کار میں بٹھا کر مجھے شہر کے باہر دہلی ریلوے اسٹیشن لے آیا۔ پولیس کا ہر طرف پہرہ تھا۔ مجھے فرسٹ کلاس میں بٹھا کر ساتھ کے سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں ایک یورپین افسر کو نگرانی پر بٹھا دیا۔ باقی گارڈ پولیس سرونٹس کے درجہ میں سوار ہوگئی اور فرسٹ کلاس کی ساری گاڑی کے داخل ہونے والے دروازوں کو چابی لگا دی گئی۔ میں سرِ شام سو گیا، نصف شب مراد آباد اٹھا، پھر لیٹ گیا۔ لکھنؤ پہنچے تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔

یورپین افسر نے کہا کہ چائے پی لیجیے۔ میں اترا، ہم دونوں ریسٹورنٹ میں گئے۔ میں چائے پینے لگا۔ وہ چند منٹ کی غیر حاضری کی معذرت کر کے باہر چلا گیا۔ گھنٹے گزر گئے گئے، وہ واپس نہ آیا۔ گاڑی نے روانی کی سیٹی بجائی، یہ

افسر مع گارد پولیس نمودار ہوئے۔ میں نے ازراہِ مذاق کہا، اگر میں بھاگ جاتا۔ اس نے کہا میں پیچھا نہ کرتا۔ اسی غفلت کے صلہ میں مجھے انعام ملتا کہ ایک بہادر کو تو میدان سے بھگا دیا۔

نمازِ عشاء کے قریب ہم گورکھ پور پہنچے، ریل اسٹیشن کے باہر کھڑی کر دی گئی۔ اتنے میں کئی سب انسپکٹر باوردی میرے ڈبہ کے گرد جمع ہو گئے۔ ریلوے لائن کے ساتھ ہی سڑک پر کئی لاریاں کھڑی تھیں، جن پر مسلح پولیس موجود تھی۔ مجھے ایک لاری پر بٹھا دیا۔ جب پولیس سے بھری لاریاں جیل کے دروازں پر پہنچیں تو داروغہ اور سپرنٹنڈنٹ موجود تھے۔ مجھے اندر داخل کیا گیا اور جیل کا پھاٹک بند کر کے مجھے آباد دنیا سے دور کر دیا۔

ان دنوں ہندوستان کا کوئی جیل سیاسی قیدیوں سے خالی ہوگا، اس جگہ سپیشل کلاس میں تین اور قیدی تھے۔ رفیع احمد قدوائی، جو بعد میں یوپی وزارت میں شامل ہوئے۔ اسی جیل میں تھے۔ پنجابی کے لیے پوربی زبان سمجھنا کتنا مشکل ہے، جب وہاں کے اخلاقی قیدی اپنی زبان میں بات کرتے تو مجھے جیل اجنبی لوگوں کی بستی معلوم ہوتی۔ تین ماہ کے بعد پھر وہ زبان میٹھی اور دل آویز معلوم ہونے لگی۔

اکتوبر کی ایک خوشگوار رات کو ایک پہرہ دار نے چاندنی میں سرمست ہو کر گانا شروع کیا: ''پیا پیا جھڑائی گیلی جیبھا پیانہیں ایلے''۔ (پیا پیا کہتے زبان خشک ہو گئے لیکن پیا نہیں آئے)۔

سوتے سوتے میں جاگ گیا۔ جاگا تو قلب پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ میری طبیعت اس طرح لہرانے لگی، گویا سبزہ زاروں پر نسیم چل رہی ہو۔ بڑی دیر تک وہ راگ کو لوٹا لوٹا کر گاتا رہا۔ آواز نے میرے جسم کے ساز کو سوز سے بھر دیا۔ جب پہرہ دَل بدل گیا تو سرور کا اڈا ہوا دریا بتدریج اترنے لگا۔ کچھ دیر بعد میں بے جان مٹی کی طرح پڑ گیا۔ ساز و سرود سے اسلام کو نفرت کیوں ہے، شاید اس لیے کہ رات اور ساز خمار آور ہیں۔ جس طرح نشے کے بعد انسان بے جان سا ہو جاتا ہے۔ لگ بھگ یہی محفل سرود کے ختم ہونے پر قلب کی کیفیت ہوتی ہے۔

وہ نشے جو ہرن ہو جائیں سپاہی قوم کے پروگرام کے منافی ہیں۔ لیکن مسلمان تو اب سپاہیانہ خصائل سے محروم ہو گئے ہیں، انھوں نے غلامی پر قناعت کر لی ہے، اب راگ اور رنگ سے لطف اندوز کیوں نہ ہوں۔ راگ دل کو نرم اور رقیق کرتا ہے، سپاہی کا دل قوی اور سخت ہونا چاہیے۔ جب مسلمان سپاہی قوم نہ رہی تو غلامی میں راگ کو مباح قرار دے لینا چاہیے۔ تاکہ سیاسی سربلندی حاصل نہ ہو...... نہ سہی، دل تو راگ اور رنگ سے لذت اندوز رہے۔

مردوں کے لیے اسلام نے ریشم زیب تن کرنا، سونا چاندی استعمال کرنا حرام قرار دیا ہے۔ یہ چیزیں عورت کا سنگھار ہیں۔ اسلحہ اور سامانِ جنگ مرد کا زیور ہیں۔ اسلام کے نزدیک بدنصیب ہیں وہ جو تلوار رکھ کر ساز پکڑ لیں، ہتھیار چلانے کے بجائے راگ الاپیں۔ میں نے غلام قوم میں آنکھیں کھولیں، اس ملک میں اسلام کا حکم جاری نہیں، اس لیے راگ کا شیدائی ہوں، اکثر اسی کی کیفیتوں میں کھویا رہتا ہوں، جیل کے یبوست زا ماحول میں راگ نہ ہو تو زندگی کے دن کیسے کٹیں، اس لیے قیدیوں سے یہی فرمائش رہتی کہ کچھ سنا دو، سننا اور سر دھننا میرا پروگرام تھا۔ ایک ماہ گزرنے کے بعد خیال آیا کہ محمد شاہ رنگیلے کی روح مجھ میں حلول کر آئی۔ راگ کی رنگین وادیوں سے نکل کر زندگی کی حقیقتوں کی نقاب کشائی

کرنی چاہیے۔ چنانچہ یوپی گورنمنٹ کی اجازت سے کتاب ''زندگی'' لکھنا شروع کی، جب لکھتے لکھتے تھک جاتا، تو کسی سے محبت کے میٹھے راگ کی فرمائش کرتا۔ محنت کے بعد معصوم سا گیت دل کو نہال کر دیتا۔

کتاب پر رات دن کی محنت آخر رنگ لائی۔ کم خوابی، بے خوابی میں بدل گئی، ہر رات شب ہجراں ہوگئی اور میں عاشق دل گیر کی طرح کروٹیں بدل کر شام سے صبح کر دیتا، نیند کی نعمت سے محروم ہو کر معلوم ہوا کہ یہ خدا کا کتنا بڑا اکرم ہے۔ سکھ کی نیند سونے والا آنکھوں میں کالی رات کاٹنے والے دکھیا کے درد کی کہانی کیا جانے۔

بے خوابی کے بعد ایک اور آفت آئی کہ طبیعت پر خوف سا طاری ہونے لگا۔ میں نے زندگی میں بہت سے درد کرب دیکھے ہیں باوجود اس کے مہینوں نہیں برسوں ہی صبر وشکر میں گزار دیے۔ لیکن ایسا حال کبھی نہ ہوا...... زندگی میں، مَیں نے کسی کام کو دشوار نہیں سمجھا، اب خود زندگی دشوار ہوگئی۔ رات تو انگاروں پر لوٹتے کٹتی، صبح امید لے کر اٹھتا۔ لیکن سورج سیاہ سی چادر میں لپٹا ہوا نظر آتا۔ جیل خانہ یوں بھی اداس منظر پیش کرتا ہے۔ مجھے ہر قیدی پہلے سے ہزار گنا آزردہ اور غمگین معلوم ہوتا تھا۔ نگاہ کا قصور نہ تھا، بلکہ طبیعت میں قصور تھا کہ نورِ سحر سوادِ شام دکھائی دیتا۔ دل بغیر وجہ کے بیٹھا جاتا تھا۔ بیرونی خوف ہوتا تو مقابلہ کرتا۔ جو خوف بغیر وجہ خوف موجود ہونے کے دل سے اٹھے اس کا مقابلہ کیا کیا جائے۔ میں اپنی حالت پر کبھی خود ہنسنے لگتا تھا۔ لیکن یہ ہنسی انتہائے مصیبت کے وقت اپنی بے بسی کا مظاہرہ کرتی تھی۔

دس برس کا عرصہ ہوا کہ ایک معزز شخص سخت اضطراب کے عالم میں میرے پاس آیا، ہر چند وہ تندرست تھا لیکن کہتا تھا کہ میرا دل اندر ہی اندر ڈوبا جا رہا ہے۔ میں اس کی کہانی سن کر ہنس دیا۔ بالکل آج میری وہی حالت ہوگئی تھی۔ پہلے تو میں شماتتِ ہمسایہ کے خیال سے کسی سے بات نہ کی۔ آخر ڈاکٹر سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا کہ یہ بیماری کثرتِ غم کے باعث ہوجاتی ہے۔ غم کی کوئی بات نہ تھی۔ تاہم وہم کا شکار تھا۔ مجھے ان دنوں یہ بھی خیال آتا تھا کہ دوزخ کا عذاب میرے اس حال سے زیادہ دردناک نہ ہوگا۔ شاید دوزخ کسی مقام میں محدود نہیں، وہ اپنے اندر کا خیال ہے۔ گناہگاروں پر ایسی ہی کوئی کیفیت طاری ہوجائے گی۔ وہ اپنے وہم میں مبتلا ہو کر عذاب میں محصور ہو جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کئی دن میری یہی کیفیت رہی۔ زندانِ جیل کی وسعت مجھے تنگ نظر آتی تھی۔ وہاں میرا دم گھٹ رہا تھا۔ میں پر لگا کر جیل کے باہر ہو جانا چاہتا تھا، اچانک خبر آگئی کہ گاندھی اروِن صلح ہوگئی۔ میں چونکہ کانگریس کی مجلس عاملہ کے ممبر کی حیثیت میں سزایاب تھا، اس لیے مجھے شام کو رہا کر دیا گیا۔

سپرنٹنڈنٹ جیل مجھے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ دے کر گاڑی میں خود سوار کرانے آیا۔ مقصد یہ تھا کہ میں شہر میں نہ اتروں۔ جیل کے باہر آتے ہی میری طبیعت بالکل بحال ہوگئی۔ میری یہ دردناک حالت دو وجوہات کے باعث تھی۔ ایک تو کثرتِ کار اور دوسرے نظر بندی کے باعث ایک ہی منظر کا پیش نظر رہنا۔ جگہ کی تبدیلی اور اچانک دماغی کام چھوڑنے سے طبیعت بالکل ٹھیک ہوگئی۔ اب بھی جب طبیعت میں ذرا ایسی کیفیت کی ابتدا ہوتی ہے تو دماغی کام چھوڑ کر دوسرے شہر چلا جاتا ہوں۔ طبیعت میں خوشگوار انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ راگ ہر حال میں علاج غم رہا ہے۔ جیل کے ان دنوں میں اچھے راگ سے طبیعت میں قدرے سکون پیدا ہو جاتا تھا۔ اب تو بالکل چشتی بن گیا ہوں، کثرتِ کار اور انواع واقسام کے افکار کا بذریعہ موسیقی علاج کراتا ہوں۔ (جاری ہے)

مسافران آخرت

ادارہ

☆ حضرت مولانا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ سراجیہ) کے پڑپوتے، معروف افسانہ نگار جناب حامد سراج صاحب رحمۃ اللہ علیہ 13 نومبر کو انتقال کر گئے۔ مرحوم عرصہ دراز سے مختلف عوارض میں مبتلا تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہمت سے بہت ہی صبر کے ساتھ وقت گزارا اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں۔ مجلس احرار اسلام کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر احباب مجلس خانقاہ سراجیہ گئے اور حضرت مولانا عزیز احمد، حضرت مولانا خلیل احمد دامت برکاتہم اور مرحوم کے فرزندان محمد اسامہ خان اور محمد قدامہ خان سے اظہار تعزیت کیا۔

☆ قاری علی زمان رحمۃ اللہ علیہ: سید محمد ذوالکفل بخاری شہید رحمہ اللہ کے اُملج (سعودی عرب) میں میزبان حضرت قاری علی زمان رحمۃ اللہ علیہ 30 اکتوبر کو مانسہرہ پاکستان میں انتقال کر گئے۔ مرحوم بہت اچھے مجود اور قاری تھے۔ مخصوص حجازی لہجے میں قرآن کریم پڑھا کرتے تھے انہوں نے ایک طویل عرصہ عربوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائیں

☆ چیچہ وطنی جماعت کے نائب امیر حاجی عیش محمد رضوان کے داماد، محمد نوید رضوان (چیچہ وطنی) اور محمد معاویہ رضوان (ملتان) کے بہنوئی محمد اسلم سندھو (اسسٹنٹ ڈائریکٹر نیشنل ہائی وے اوکاڑہ) طویل علالت کے بعد 13 رنومبر، بدھ کو لاہور کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے، نماز جنازہ 14 رنومبر، جمعرات کو چک نمبر (53-5 ایل، گیمبر اوکاڑہ) میں ادا کی گئی، عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد قاسم، رانا قمر الاسلام، حافظ محمد سلیم شاہ اور شیخ مظہر نے شرکت کی۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے سینئر رہنما قاری محمد اصغر عثمانی (خطیب و امام مسجد رحیمیہ) طویل علالت کے بعد 17 رنومبر اتوار کو انتقال کر گئے، نماز جنازہ جامع مسجد میں ادا کی گئی، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے پڑھائی، عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر رُفقاء کرام نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

☆ حضرت حافظ محکم الدین رحمہ اللہ کے فرزند اور بھائی محمد مغیرہ کے چچا، حافظ محمد اسماعیل کے ماموں، حافظ احسان احمد مرحوم 24 نومبر کو شہلی غربی حاصل پور میں انتقال کر گئے۔ مرحوم، قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے شاگرد تھے۔ حضرت حافظ محکم الدین رحمہ اللہ کا حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ اور ان کے خاندان اور مجلس احرار اسلام سے والہانہ عقیدت و محبت کا تعلق تھا اور وہی تعلق اب تک الحمدللہ ان کے خاندان میں باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کریں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمایں آمین

☆ لاہور میں ہمارے عزیز مہربان مفتی سید سعد رضوی کے پھوپھی زاد بھائی عرفان احمد صدیقی (سابق ڈائریکٹر سمال انڈسٹریز) 19 رنومبر منگل کو انتقال کر گئے۔ ☆ دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی کے سابق طالب علم محمد سعید، محمد

ابراہیم، محمد عبداللہ کے والد گرامی محمد افضل کھوکھر 21 رنومبر جمعرات کو انتقال کر گئے ☆ دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد کے معاون جناب محمد ریاض سہو 22-11 ایل چیچہ وطنی کی والدہ ماجدہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔ ☆ دفتر احرار مرکز یہ لاہور کے کارکن مولانا وقاص حیدر کی پھوپھی صاحبہ 17 اور 18 نومبر کی درمیانی رات (قصبہ واسو، اٹھارہ ہزاری) میں انتقال کر گئیں ☆ معروف علم دوست میاں محبوب عالم تھابل کے ماموں عبدالمجید گل اوران کے بھائی میاں منظور احمد وفات 26 اکتوبر 2019 ☆ ممتاز ماہر تعلیم ڈاکٹر ذوالفقار علی رانا صاحب کی والدہ صاحبہ وفات 26 اکتوبر 2019 ☆ محمد جمشید کے سسر مختار احمد وفات 14 نومبر ☆ ملک امیر علی کے والد ملک بشیر احمد وفات 16 نومبر ☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما جناب میاں محمد اویس صاحب کی پھوپھی صاحبہ، انتقال: 23 نومبر ☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس مولانا فیصل متین سرگانہ کی ممانی صاحبہ، انتقال: 27 نومبر ☆ حضرت مولانا سیف الرحمٰن درخواستی رحمہ اللہ ☆ اہلیہ حضرت مولانا منظور احمد آفاقی، انتقال 10 نومبر ☆ مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے رہنما مولانا فقیر اللہ رحمانی کے بھانجے رفیق احمد 31 اکتوبر کو انتقال کر گئے ☆ مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے امیر حافظ محمد اسماعیل کے خالو حاجی غلام رسول مرحوم 26 نومبر کو انتقال کر گئے ☆ حاجی عبدالرحمٰن مرحوم کے بیٹے، حاجی عبدالحلیم کے بھائی، حاجی عبدالحمید جو کہ سعودی عرب میں رہتے تھے کافی عرصہ کینسر کے مرض میں مبتلا رہنے کے بعد 21 اکتوبر کو کراچی میں انتقال کر گئے 22 اکتوبر کو ان کے آبائی گھر خانواہ رحیم یار خان میں مجلس احرار کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے جنازہ پڑھایا اور احرار کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ☆ مجلس احرار اسلام چناب نگر کے مخلص کارکن خضر حیات نیکوکارہ کی والدہ، انتقال: 24 نومبر

اللہ تعالیٰ سب مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین

دعاءِ صحت

- ☆ قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
- ☆ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب کئی برس سے قومہ کی حالت میں ہیں
- ☆ لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب
- ☆ مجلس احرار اسلام گڑھا موڑ کے بزرگ کارکن حافظ لیاقت شدید علیل ہیں
- ☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محمد یعقوب خان خواجکزئی
- ☆ حضرت مولانا محمد یسین رحمہ اللہ (سابق مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان) کے فرزند حافظ محمد شعیب شدید علیل ہیں
- ☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے رہنما مولانا اللہ بخش احرار علیل ہیں
- ☆ مجلس احرار رحیم یار خان کے رہنما مولانا فقیر اللہ رحمانی کی ہمشیر علیل ہیں
- ☆ محمد یعقوب چوہان (رحیم یار خان) کے والد علیل ہیں

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعاء فرمائیں، اللہ تعالیٰ سب کو شفا کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

اشاریہ نقیب ختم نبوت (۲۰۱۹ء)

مرتب: محمد یوسف شاؔد

دل کی بات (اداریہ):

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
نواز شریف کو سزا، زرداری منتظر، مکافاتِ عمل	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	2
سانحہ ساہیوال! ''وطن کا چہرہ خون سے دھو رہے ہو''	//	فروری	2
شہزادہ محمد بن سلمان کا دورہ پاکستان اور مجوزہ ریاستِ مدینہ کے برگ وبار	//	مارچ	2
حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی پر قاتلانہ حملہ	//	اپریل	2
ملک کو نا اہلوں سے بچایئے!	//	مئی	2
قوم ضغطے میں ہے	//	جون	2
عوام دشمن بجٹ، انجام کیا ہوگا؟	//	جولائی	2
وزیر اعظم عمران خان کا دورۂ امریکہ	//	اگست	2
مسئلہ کشمیر، صورت حال گھمبیر	//	ستمبر	2
''علاجِ غم نہیں کرتے فقط تقریر کرتے ہیں''	//	اکتوبر	2
آزادی مارچ......اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا؟	//	نومبر	2
نا اہل اور نالائق حکمران	//	دسمبر	2

شذرات:

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
انتہا پسندی برداشت نہیں کریں گے!	عبداللطیف خالد چیمہ	جنوری	5
تحریکِ مقدس تحفظ ختم نبوت مارچ 1953ء	//	مارچ	4
شیخ نذیر احمد رحمۃ اللہ علیہ......پیکر اخلاص ووفا	سید محمد کفیل بخاری	اپریل	4
امتناعِ قادیانیت ایکٹ کانفرنس اور دورہ تربیت المبلغین	عبداللطیف خالد چیمہ	مئی	3
قادیانی ریشہ دوانیاں اور دستور کی بالادستی کو چیلنج	//	اگست	4
لندن میں ثقافتی سرگرمیوں کے نام پر قادیانی ''شر'' گرمیاں	//	ستمبر	4
42ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر (11-12 ربیع الاوّل 1441ھ)	//	اکتوبر	4
یومِ فتح قادیان	عبداللطیف خالد چیمہ	اکتوبر	4
سالانہ ختم نبوت کانفرنس اور حالاتِ حاضرہ	//	نومبر	4
یوم تاسیس احرار (29/دسمبر 1929......29/دسمبر 2019ء)	//	دسمبر	6

42ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی غیر معمولی پذیرائی!	//	دسمبر	6
سی پیک منصوبے پر امریکی اعتراضات اور پاکستان کی وضاحت!	//	//	7
سرکلر:			
بنام ماتحت مجالس احرار اسلام پاکستان	عبداللطیف خالد چیمہ	اگست	6
بنام ماتحت مجالس احرار اسلام پاکستان	//	نومبر	5
خطبہ استقبالیہ:			
مجلس احرار اسلام کے نوے سال (29/دسمبر 1929ء......دسمبر 2019ء)	سید محمد کفیل بخاری	دسمبر	3
افکار:			
ائمہ وخطباء کے لیے سرکاری خطبہ کی پابندی	مولانا زاہد الراشدی	جنوری	7
''اکھنڈ بھارت'' کا کھیل؟	شاہنواز فاروقی	//	10
عمران خان اور مدینے جیسی ریاست؟	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	17
عالمی بے حسی کا شکار برما کے روہنگیا مہاجرین	سید شہاب الدین شاہ	//	19
ایک اچھا استاد	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	24
''ریاست مدینہ''......فلاحی ریاست؟ کچھ قابل غور فکری پہلو	مولانا محمد احمد حافظ	فروری	4
آسیہ مسیح کیس	بنتِ یاسین	//	13
تحریکِ نسواں کا تاریخی پس منظر (مترجم: خالد امین)	مریم جمیلہ	اپریل	25
ہماری ''بعض'' این جی اوز اور تبدیلی مذہب کا مسئلہ	ابوبکر قدوسی	//	33
آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے	پروفیسر خالد شبیر احمد	مئی	40
نصابی کتابوں سے عقیدۂ ختم نبوت کا افسوسناک اخراج	مولانا زاہد الراشدی	جون	15
ارباب مدارس اور خواحتسابی کی ضرورت	مولانا سیف اللہ رحمانی (انڈیا)	//	17
پاکستانی سکولوں میں بچوں کی کیا پڑھایا جارہا ہے؟	پروفیسر سید خالد جامعی	//	21
علامہ محمد اقبالؒ کا عید الفطر کے اجتماع سے خطاب	مولانا زاہد الراشدی	جولائی	20
''امتیازی سلوک''	احسان کوہاٹی (سیلانی)	//	24
سرکاری سکولوں کے تعلیمی نصاب کا ''ارتقا''، مسلمانوں کے لیے لحہ فکریہ!	سیدہ بنت وقار الحسن ہمدانی	//	27
کامیاب معلم کے اوصاف	مولانا مفتی محمد منصور احمد زید مجدہ	//	31
قادیانیت امریکہ کی دہلیز پر	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	اگست	20
آرمی چیف اور وفاقی وزراء کے ساتھ سرکردہ علماء کرام کی حالیہ ملاقات	مولانا زاہد الراشدی	//	22
قادیانیوں کی نئی حکمت عملی اور ہمارا کردار	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	ستمبر	6
7/ستمبر یوم ختم نبوت (یومِ قرارداد اقلیت)	عبداللطیف خالد چیمہ	//	8
کرفیو میں اذان	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	11

سلامتی کونسل اجلاس کا جشن کب تک؟	وسعت اللہ خان	ستمبر	12
جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں	حامد میر	اکتوبر	9
برطانوی اور امریکی استعمار کے مزاج کا فرق	مولانا زاہد الراشدی	//	11
دینی مدارس کیا ایک بار پھر!!	محمد عرفان ندیم	//	13
ہماری دعوت	مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ	نومبر	20
مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی کا قادیانیت سے تعلق و انقطاع	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	//	25
ختم نبوت ہماری آن ہماری پہچان	قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی	//	28
دین و دانش:			
حضرت اُمِّ ایمن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انّا (آخری قسط)	مولانا ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی	جنوری	27
دامادِ علی اور خاندان علی رضی اللہ عنہ	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	34
اسلامی تاریخ کا عظیم سپوت جواد ساباطی رحمہ اللہ	شاہ عالم گورکھ پوری	//	38
مومن کے صفاتی خدوخال (قرآن کریم کی روشنی میں)	مولانا مفتی عبداللہ شارق	فروری	16
خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	ادارہ	//	21
مسلمانوں کی تباہی کے اسباب (قسط:۱)	حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ	//	23
کیا صرف نجیبُ الطرفین ہونا نجات کے لیے کافی ہے؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	27
حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا بابرکت تذکرہ	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	31
فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ کی مستند احادیث	محمد ظفر اقبال	مارچ	7
صحابہ رضی اللہ عنہ کی باہمی مشاجرات کی عجیب توجیہ	ملفوظ: حضرت شاہ عبدالرحیم	//	17
مسلمانوں کی تباہی کے اسباب (قسط:۲)	حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ	//	19
زوال اُمّت کے دینی اسباب پر اعتراض اور اس کا جواب	مفتی محمد عبداللہ شارق	//	27
ذکر و دعا کے باطنی پہلو (سیرت نبوی کی روشنی میں)	مفتی محمد عبداللہ شارق	اپریل	5
جانشینِ ﷺ اور اہل بیت مصطفیٰ ﷺ	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	12
مسلمانوں کی تباہی کے اسباب (قسط:۳)	حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ	//	17
خوش اخلاقی	شاہ بلیغ الدین رحمہ اللہ	//	23
جمعہ...... کتاب وسنت اور سیرت و تاریخ کی روشنی میں	سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ	مئی	4
فرحت الصائمین (روزہ کے مسائل)	مولانا سید اصغر حسین دیوبندی	//	15
عطیات رمضان بسبب اصحاب علیہم الرضوان	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	21
روزہ، رمضان، قرآن اور لوحِ محفوظ	مفتی محمد عبداللہ شارق	//	24
نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ	مولانا اعجاز صمدانی	//	27
اُمّ المومنین سیدہ اُمِّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	//	29

مسلمانوں کی تباہی کے اسباب (قسط:۴)	حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ	مئی	32
حق تعالیٰ کی حفاظت کا اٹھ جانا (نورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی قندیل سے اقتباس)	مولانا ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی رحمہ اللہ	جون	4
مسلمانوں کی تباہی کے اسباب (قسط:۵)	حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ	//	5
قندیل نبوت کی روشنی سے اقتباس	مولانا ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی رحمہ اللہ	جولائی	4
مسلمانوں کی تباہی کے اسباب (آخری قسط)	حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ	//	5
حدیث قرطاس اور اہل سنت کا عقیدہ (ترجمہ وتلخیص مولانا نسیم احمد فریدی امروہویؒ)	امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ	//	8
سلف صالحین، گفتگو اور بات چیت کے آداب (انتخاب)	ترجمہ: مولوی محمد نعمان سنجرانی	//	15
بے نمازی!	شاہ بلیغ الدین رحمہ اللہ	//	18
قربانی......حکمت وفضیلت	مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ	اگست	8
عمل قربانی اور جذبۂ قربانی	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	13
قربانی کے مسائل	مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحدؒ	//	16
امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	محمد عرفان الحق	ستمبر	13
شہیدِ غیرت، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما	مولانا عبدالعلی فاروقی	//	17
اخوت	شاہ بلیغ الدین رحمہ اللہ	اکتوبر	15
''آزادی اِنسانی متاع ہے''	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	17
قرآن کریم اور صاحبِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم	حافظ محمد سفیان	//	20
خشیت الٰہی کی حقیقت (درس قرآن)	مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ	نومبر	8
نور العیون فی سیرت الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر (پہلی قسط)	علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ	//	11
ام المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا	مفتی عبدالغنی نظامی	//	16
نور العیون فی سیرت الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر (دوسری قسط)	علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ	دسمبر	9
مساجد میں دروس قرآن وحدیث......ضرورت واہمیت	مولانا محمد احمد حافظ	//	14
مطالعۂ قادیانیت وردّ قادیانیت:			
جماعتِ احمدیہ......تحریفات اور جعل سازیاں (قسط:۲)	تحریر: عکرمہ نجمی/ترجمہ: صبیح ہمدانی	جنوری	51
''اکھنڈ بھارت'' اور قادیانی (دو تحریروں سے اقتباس)	آغا شورش کاشمیریؒ	//	53
قادیانیوں کا مرکز انسداد تجاوزات مہم سے محفوظ	مرزا عبدالقدوس	//	55
جماعتِ احمدیہ......تحریفات اور جعل سازیاں (قسط:۳)	تحریر: عکرمہ نجمی/ترجمہ: صبیح ہمدانی	فروری	50

عنوان	مصنف	ماہ	صفحہ
ہائے اس ستمگر کو کیا کہیں؟ نبی یا منافق (پہلی قسط)	شیخ راحیل احمد (سابق قادیانی)	جون	50
احرار کا چراغ مصطفوی ﷺ......قادیاں کا شرار بولہبی (قسط:۱)	آغا شورش کاشمیریؒ	جولائی	52
ہائے اس ستمگر کو کیا کہیں؟ نبی یا منافق (آخری قسط)	شیخ راحیل احمد (سابق قادیانی)	//	60
احرار کا چراغِ مصطفوی ﷺ......قادیاں کا شرار بولہبی (قسط:۲)	آغا شورش کاشمیریؒ	اگست	58
شکور چشمے والا، عادتِ مرزا اور عالمی استعمار	منصور اصغر راجہ	ستمبر	36
احرار کا چراغ مصطفوی ﷺ......قادیاں کا شرار بولہبی (قسط:۳)	آغا شورش کاشمیریؒ	//	49
احرار کا چراغِ مصطفوی ﷺ......قادیاں کا شرار بولہبی (قسط:۳)	آغا شورش کاشمیریؒ	اکتوبر	52
قرار داد تکفیر قادیانیت (پہلی قسط)	ترجمہ: مولانا محمد یوسف حسین	//	58
عربی مقالہ: شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی مدظلہ			
سچ کے آگے جھوٹ کی موت......گاہے گاہے باز خواں	مولانا منظور احمد آفاقی	نومبر	37
مرزا صاحب کی گل افشانیاں (قسط:۱)	شیخ راحیل احمد (سابق قادیانی)	//	40
مرزا صاحب کی گل افشانیاں (آخری قسط)	شیخ راحیل احمد (سابق قادیانی)	دسمبر	33
نقد و نظر:			
کیا حفظِ قرآن بدعت ہے؟	مفتی منیب الرحمٰن	اکتوبر	39
مکتوب			
تعزیت نامہ	حبیب الرحمٰن بٹالوی	اگست	49
مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر اور ناظم اعلیٰ کی جانب سے سعودی وزیر مذہبی امور کے نام خط	ادارہ	نومبر	35
ادب:			
امت پہ نازک وقت	سید عبدالمنان شاہد رحمہ اللہ	فروری	36
نعت	عمیر نجمی	//	37
نعت	عرفان صدیقی	مارچ	34
نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	یوسف طاہر قریشی	اپریل	35
حضرت عطاء المومن بخاری کے سانحہ وفات کے ایک برس بعد	پروفیسر خالد شبیر احمد	//	36
مردہ بدست زندہ	فرحت اللہ بیگ	//	37
مدح صحابہ رضی اللہ عنہم	مولانا مفتی عبدالقدوس رومی	مئی	42
میں کیسے بھول سکتا ہوں!	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	43
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ	جون	28
توحید باری تعالیٰ جل جلالہ (غیر مطبوعہ سرائیکی نظم)	مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	29
استاد اور شاگرد......کل اور آج	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	31

دربارِ نبوت کی حاضری......ایک تمنا	مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ	جولائی	39
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	احمد ندیم قاسمی	//	41
امام انبیا سوہنا محمد مصطفی آیا (غیر مطبوعہ سرائیکی نعت)	مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	42
حمدِ باری تعالیٰ عزوجل	عظیم راہی	اگست	26
نعت	سید محمد ابوالخیر کشفی	//	27
ردِّ شرک (غیر مطبوعہ سرائیکی نعت)	مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	28
تو آدمی نہیں یزداں کی اک نشانی ہے	سید عبدالحمید عدم	//	29
حضرت امیر شریعت کے یوم وصال پر	سید عبدالحنان حامد	//	30
نعت	امجد اسلام امجد	اکتوبر	22
منقبت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ	//	23
صحابہ رضی اللہ عنہم کی بزرگی	سید محمد عبدالرب صوفی مرحوم	//	24
کشمیر	پروفیسر محمد اکرام تائب	//	25
کشمیر جل رہا ہے	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	26
اللہ اللہ (نعت رسول مقبول علیہ الصلاۃ والسلام)	ابوالمجاہد زاہد	نومبر	30
اشکِ عشقِ نبی	محمد فیاض عادل فاروقی	//	31
حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ (جندب بن جنادہؓ)	راجا رشید محمود	//	32
اقبال سے ہم کلامی	آغا شورش کاشمیریؒ	//	33
محبوب کی یادوں سے (نعت)	محمد فیاض عادل فاروقی	دسمبر	17
بابری مسجد خدا حافظ	محمد عثمان جامعی	//	18

تاریخ وادب

خان صاحب عیدو خان ریکی زئی (یادداشت: جنرل ڈائر)	ترجمہ: گل خان نصیر	جون	34

شخصیات:

مولانا شہزادہ آزاد سمبڑیالویؒ کی یاد میں	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	جولائی	50
کلکِ شما بیاض من......مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کے آٹوگراف	محمد ایوب اولیا	اکتوبر	33
پیکرِ علم وعمل......امام تاریخ وسیرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	انیس الرحمٰن	//	36
مولانا سیّد امیر علی ملیح آبادی اور ان کی تفسیر مواہب الرحمٰن	مولانا سعید الرحمٰن علوی رحمہ اللہ	دسمبر	19

یادداشتیں

پٹنہ میں مسلمانوں کا قتل عام......(سید مخدوم شاہ بنوری کی یادداشتیں)	ایم طفیل	اکتوبر	27

روداد

بیالیسویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی روداد	فرحان حقانی / تنویر الحسن	دسمبر	21
چناب نگر میں دعوت اسلام کانفرنس، آنکھوں دیکھا حال!	محمد مقصود کشمیری	//	28

آپ بیتی

میرا افسانہ (قسط ۴)	مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ	جنوری	42
میرا افسانہ (قسط ۵)	//	فروری	38
میرا افسانہ (قسط ۶)	//	مارچ	35
میرا افسانہ (قسط ۷)	//	اپریل	41
میرا افسانہ (قسط ۸)	//	مئی	44
میرا افسانہ (قسط ۹)	//	جون	42
میرا افسانہ (قسط ۱۰)	//	جولائی	44
میرا افسانہ (قسط ۱۱)	//	اگست	52
میرا افسانہ (قسط ۱۲)	//	ستمبر	31
میرا افسانہ (قسط ۱۳)	//	اکتوبر	45
میرا افسانہ (قسط ۱۴)	//	نومبر	52
میرا افسانہ (قسط ۱۵)	//	دسمبر	50

تاریخِ احرار

احرار اور سرکار کی خط و کتابت...... بسلسلہ تحریکِ کشمیر (قسط:۱)	سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ	فروری	42
احرار اور سرکار کی خط و کتابت...... بسلسلہ تحریکِ کشمیر (آخری قسط)	سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ	مارچ	44
رودادِ احرار طبّی امدادی کیمپ ملتان سنہ ۱۹۶۸ء (قسط:۱)	محمود احمد ایم اے	اپریل	49
رودادِ احرار طبّی امدادی کیمپ ملتان...... سنہ ۱۹۶۸ء (آخری قسط)	محمود احمد ایم اے	//	34
بیانِ صادق (من جانب مجلس احرار اسلام بہ جواب جماعت اسلامی، بہ سلسلہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء) ''قسط:۱''	ماسٹر تاج الدین انصاری رحمہ اللہ	نومبر	45
بیانِ صادق (من جانب مجلس احرار اسلام بہ جواب جماعت اسلامی، بہ سلسلہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء) ''آخری قسط''	//	دسمبر	41

گوشۂ امیر شریعتؒ:

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا قادیان میں پہلا خطاب	ماہنامہ ''انجمن تائید اسلام''	اگست	31
تحفظِ ختم نبوت و آزادیٔ ہند کی تحریکوں میں امیر شریعتؒ کا کردار	منصور راجہ	//	34

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

فروری: نام کتاب: ماہنامہ المدینہ، خصوصی اشاعت ''ماں نمبر'' ص ۵۵

مارچ: نام کتاب: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی ترتیب: مولانا اللہ وسایا ص ۵۳

اپریل: نام کتاب: مسنون لباس مصنف: مولانا حافظ سید لیاقت علی شاہ نقشبندی ص ۵۷

مئی: نام کتاب: اہل بیت مصنف: قائد العمروسی مترجم: مولانا سعید الرحمٰن علوی ص ۶۰

نام کتاب: کلیات انوری (جلد اول) ترتیب: صاحبزادہ محمد راشد انوری و مولانا عمران فاروق ص ۶۱

نام کتاب: ''حضرت امیر معاویہ اور عبارات اکابر'' کا علمی و تحقیقی جائزہ تالیف: عبدالمنان معاویہ ص۶۱

نام کتاب: امت مسلمہ کی تاریخ ساز مائیں مؤلف: مولانا محمد ریاض انور ص۶۲

جون: نام کتاب: انوار حق (مجموعہ خطبات شیخ الحدیث مولانا محمد انوار الحق مدظلہ) ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی ص۵۶۔ ☆ نام کتاب: امیر حجاج بن یوسف ثقفی، چند غلط فہمیوں کا ازالہ، تالیف و ترتیب: محمد فہد حارث ص۵۷

نام کتاب: ابوالکلام آزاد، متاعِ گم گشتہ تصنیف و تالیف: ڈاکٹر مختار ظفر ص۵۸

نومبر نام: مکاتیب نافع جلد اوّل (حضرت مولانا محمد نافع قدس سرہ کے علمی مکتوبات تحقیق و تعلیق: ڈاکٹر حافظ محمد عثمان ص۶۰

نام کتاب: سیرت سیدنا علی المرتضیٰ (دو جلدیں) تالیف: مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی ص۶۱

ترحیم (مسافرانِ آخرت):

جنوری: مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس مولانا فیصل متین سرگانہ کی خالہ محترمہ انتقال: ۱۶ دسمبر مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر ملک محمد یوسف کے برادرِ صغیر ملک محمد الیاس انتقال: ۱۳ دسمبر

مارچ: مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس مولانا فیصل متین سرگانہ کے عزیز محمد حیات سرگانہ کے ماموں انتقال: ۲۹ جنوری

مدرسہ معمورہ کے مدرس قاری محبوب الرحمٰن کی خالہ مرحومہ انتقال: ۳ فروری

اپریل: مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس حافظ غلام یٰسین کے فرزند حافظ محمد عمر فاروق انتقال ۱۶ مارچ

مجلس احرار اسلام بورے والہ کے امیر صوفی عبدالشکور کے والد حاجی محمد رفیق انتقال ۲۴ مارچ

مئی: مجلس احرار اسلام کہروڑ پکا (لودھراں) کے قدیم اور مخلص کارکن حافظ عبداللطیف احرار انتقال ۲۶ راپریل

مجلس احرار اسلام ملتان کے مخلص کارکن ملک منیر عباس کی والدہ انتقال ۲۷ راپریل

جون: مجلس احرار چناب نگر کے انتہائی مخلص کارکن بھائی محمد انور انتقال: ۲۸ راپریل

مجلس احرار اسلام لاہور کے سینئر کارکن کلیم اللہ خان انتقال: ۸ مئی

جولائی: مصر کے سابق صدر اور اخوان المسلمین کے رہنما ڈاکٹر محمد مرسی شہید رحمۃ اللہ

مولانا فیصل متین سرگانہ کے خالو محمد یوسف سرگانہ مدرس حرم حضرت مولانا محمد مکی حجازی کی اہلیہ

ستمبر: حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی رحمہ اللہ انتقال ۱۲ راگست حضرت مولانا حافظ محمد سعید نقشبندی انتقال ۲۷ رجولائی

مولانا عبدالغفار نکیانہ سیال انتقال ۱۸ راگست

اکتوبر: مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم کے قدیم معاون اور ہمسائے چودھری محمد مشتاق انتقال ۱۵ رستمبر

مجاہد ختم نبوت شہزادہ محمد اکبر انتقال ۳۰ راگست

نومبر: حکیم حافظ حنیف اللہ رحمہ اللہ کی بیٹی اور حکیم حافظ محمد طارق، حکیم خلیل اللہ اور بھائی ساجد کی ہمشیر انتقال ۲۸ رستمبر

حضرت مولانا بشیر احمد حسینی رحمہ اللہ انتقال ۱۶ را کتوبر

دسمبر: حضرت مولانا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ سراجیہ) کے پڑپوتے، معروف افسانہ نگار جناب حامد سراج صاحب رحمۃ اللہ علیہ 13 نومبر کو انتقال کر گئے۔

سید محمد ذوالکفل بخاری شہید رحمہ اللہ کے اُملج (سعودی عرب) میں میزبان حضرت قاری علی زمان رحمۃ اللہ علیہ 30 اکتوبر کو مانسہرہ پاکستان میں انتقال کر گئے۔ ☆ حضرت مولانا سیف الرحمٰن درخواستی رحمہ اللہ

☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما جناب میاں محمد اویس صاحب کی پھوپھی صاحبہ، انتقال: 23 نومبر

بموقع اجتماعاتِ احرار

90 سالہ یومِ تاسیس احرار

29 دسمبر 2019ء اتوار

زیرِ سرپرستی

قائدِ احرار، ابنِ امیرِ شریعت

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

امیر مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مرکزی تقریب

صبح 8 تا 11 بجے

زیرِ صدارت

جناب سید محمد کفیل بخاری مدظلہ

نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام

مرکز احرار دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

زیرِ نگرانی

جناب میاں محمد اویس صاحب

مرکزی نائب ناظم مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام

ایوانِ احرار، 69/c نیو مسلم ٹاؤن لاہور

زیرِ صدارت

جناب عبداللطیف خالد چیمہ مدظلہ

سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام

دفتر احرار جامع مسجد 12 بلاک چیچہ وطنی

زیرِ نگرانی

مبلغ ختم نبوت

حضرت مولانا محمد مغیرہ مدظلہ

مرکزی نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام

مرکز احرار جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ

خطاب

سید عطاء اللہ ثالث بخاری حفظہ اللہ

مرکزی رہنما مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام

جامع مسجد خاتم النبیین

اقراء صوت القرآن، شفیع ٹاؤن رحیم یار خان شہر

زیرِ صدارت

محترم ڈاکٹر محمد عمر فاروق احرار صاحب

سیکرٹری اطلاعات مجلس احرار اسلام پاکستان

زیرِ نگرانی

مولانا تنویر الحسن احرار حفظہ اللہ

ناظم مجلس احرار اسلام پنجاب

مقام

مرکز احرار جامع مسجد صدیق اکبر، تلہ گنگ ضلع چکوال

زیرِ نگرانی

قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی حفظہ اللہ

امیر مجلس احرار اسلام ضلع گجرات

مقام

مرکز احرار، مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں ضلع گجرات

"علاوہ ازیں ملک بھر میں یومِ تاسیس احرار کے موقع پر کارکنانِ احرار، وطنِ عزیز پاکستان اور مجلس احرار اسلام کے پرچموں کو لہرا کر تجدید عہد کرتے ہوئے تقریبات منعقد کریں گے۔ ان شاء اللہ"

منجانب مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ

0300-9522878

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱)...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE
PHARMACY
کیئر
فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد، گوجرہ، جڑانوالہ، گوجرانوالہ، سانگلہ ہل، حافظ آباد، چنیوٹ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس